نمبر ۱۰۶ | مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء | یوم شنبہ | مطابق ۲۳ شوال سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

سیدنا محمود

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

خدا نے بخشی ہے خلعت تجھے خلافت کی
دعا ہے شاہدِ حسنِ نظامِ ملت کی

قبا ازل سے عنایت ہوئی سیادت کی
"ترا اٹھان ترقی کرے قیامت کی

ترا شباب بڑھے عمرِ جاوداں کی طرح"

کھُلی زمانے پہ جس دم فضیلتِ محمود
نگاہِ شوق سے پُوچھو صباحتِ محمود
خُدا نے رکھ دیا جب نام آپ کا "محمود"
...مجرمین نے دیکھی سیاستِ محمود
...وستوں سے سنو گے عدالتِ محمود
...خدا نے کہ وہ "تو" "یوسف" ہے
... جو اٹھا۔ دکھا دیا نیچا

بفضلِ حق ہوئی قائم خلافتِ محمود
تو سمعِ ذوق سے سُن لو فصاحتِ محمود
تو خود بُرا ہے۔ کرے جو مذمتِ محمود
تو مخلصین ہیں آگاہِ رافتِ محمود
تو دشمنوں سے سلوکِ مروتِ محمود
کہ تا نہ ہو سکے انکارِ عصمتِ محمود
کہ چاہتا ہے خداوند رفعتِ محمود

یہ وعدہ مالکِ قدر و قضا کا ہے سچا
خطاب مل گیا "ولیم دی کانکرر" اس کو
طلسمِ اہلِ بہا ٹوٹنا یقینی تھا
بگاڑ سکتے نہیں آپ کا عدو کچھ بھی
ہر ایک بات میں مذہب کی پیش پیش رہے
معارف و حقائق کا اک خزینہ ہے
بصد خلوص دعا ہے یہ عاجز اکمل کی

رہے گی کفر پہ غالب جماعتِ محمود
کہ اہلِ غرب پہ کھل جائے عظمتِ محمود
کہ بُت شکن ہے ہمیشہ سے سطوتِ محمود
فرشتے کرتے ہیں ہر دم حفاظتِ محمود
یہی ہے پختہ دلیل امامتِ محمود
جو ہے نشانِ منیر صداقتِ محمود
کرے ترقیِ جاوید دولتِ محمود

نذرِ عقیدت اپنے امام کے حضور

[...]ناہِ شوق کا حاصل ہو۔ مدعا ہو تمہی
بہارِ حسن ہے جس سے۔ وہ دلربا ہو تمہی

[ع]لاجِ درد تمہی ہو۔ دوائے دل ہو تمہی
مریضِ ہجر کا درماں ہو۔ آسرا ہو تمہی

[...]ی تو وہ ہو۔ کہ نازاں ہے جس پہ حسن و جمال
وفا بھی جس پہ ہے قرباں وہ باوفا ہو تمہی

[تم]ہارے دم سے ہی مُردے بھی آج زندہ ہوئے
تمہی جہاں کے مسیحا ہو۔ رہنما ہو تمہی

[...]نہیں جو دیکھا تو دیکھا مسیح و مہدی کو
مثیلِ احمدِ مرسل ہو۔ مہ لقا ہو تمہی

[خ]دا کی قدرت و رحمت کا اک نشاں ہو تمہی
تمہی ہو رہبرِ عالم مہِ ہدیٰ ہو تمہی

[...]ی تو وہ ہو کہ "فخرِ رسل" ہے جس کا خطاب
نویدِ مہدیٔ موعود و مصطفےٰ ہو تمہی

[...]انے عرش سے جس کو "زکی" "فہیم" کہا
تمہی تو مُ[صل]حِ موعود و مقتدا ہو تمہی

[ام]یدِ نصرت و مفتاحِ کامرانی ہو
رضا کے عطر سے ممسوح۔ باخدا ہو تمہی

[...]ن تو ہو جو اسیروں کے رستگار ہوئے
تمہی ہو ظلِ خدا۔ نورِ کبریا ہو تمہی

[...]ی ہو گلشنِ احمد کے باغبانِ کامل
تمہی ہو مظہرِ حق [...]ن بے بہا ہو تمہی

[...]ا ہو ملجا و ماویٰ۔ امیر و مفلس کے
تمہی ہو ظلِ ہما۔ دیں کے ناخدا ہو تمہی

نگاہِ لطف ہو جاناں غلام کی جانب
جھکا ہوا ہے۔ جو ہر دم امام کی جانب

(طاہر) [illegible]

شمعِ خلافت

[...]ابلیس منکر جبکہ آدم کی خلافت کا
تو پھر انسان کیوں ہو مرتکب ایسی ضلالت کا

[خ]دا کے فضل نے یہ کر دیا ثابت زمانہ پر
بشیر الدین ہی تھا مستحق شانِ امارت کا

[...]ن تھا ناز جن کو اپنی شوکت اور دولت پر
وہ لوہا مانتے ہیں آج اس کے زور و طاقت کا

[...]ن و خاشاک کی مانند دشمن اڑ گئے آخر
یہ ہے اک معجزہ اس کی دعاؤں کی اجابت کا

[...]ئکایا دشمنوں نے زور مل کر ایڑی چوٹی تک
دیا ہر اک نے بڑھ بڑھ کر ثبوت اپنی حماقت کا

[...] "رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے"
ابلتا ہی رہا اس واسطے چشمہ ہدایت کا

ہماری بیکسی! اور لطف و احسان خدا دیکھے
عدو طالب ہے ہم سے اس سے بڑھ کر کس کرامت کا

یہی ہے سرِ آزادی۔ ترقی کا یہی گر ہے
کہ ہر مومن بنے پروانہ اس شمعِ خلافت کا

خدا نے ہم کو دیا ہے خلیفہ موعود

تضمین بر نظم جناب گوہر

اسی خدا نے جو کامل ہے علم و حکمت میں
جو بے مثال ہے اپنی صفاتِ عزت میں
وہ جس کا ثانی نہیں کوئی شان و شوکت میں
"بچا لیا ہمیں گرنے سے چاہِ ظلمت میں
کہ خود بخود ہی امامِ تقی کو بھیج دیا"

جہاں تمام گھرا تھا بڑی مصیبت میں
عدو کا ہاتھ ادھر انتہائی قوت میں
نظر نہ آتا تھا رستہ بلا کی ظلمت میں
"سمجھ نہ سکتے تھے کیا ہو گا ایسی حالت میں
خدا نے وقت پہ کیسے زکی کو بھیج دیا"

نبیٔ پاک کا فرزند اور نورِ نظر!!!
عدو کے سامنے رہتا ہے جو کہ سینہ سپر
مقابلہ پہ رہے ماند جس کے شمس و قمر
"بشیر ثانی و محمودؔ ہے وہ فضلِ عمر
وہ بہتریں تھا خدا نے اسی کو بھیج دیا"

خدا کے فضل کی ہم پہ ہوئی فراوانی
ضلال میں ہے گروہِ پیام کا بانی
تو آشکار کیا ایک سرِ حقانی
"کوئی تو ہونا تھا آخر خلیفہ ثانی
یہ اعتراض ہی کیا ہے کسی کو بھیج دیا"

فرار کر گئے جو اس نبی کے مولد سے
خدا نے کام لیا ہر سعید و اسعد سے
بھرا ہوا ہے خدا کے فیوض بے حد سے
"فسردگی ہوئی کافور بیت احمد سے
جلا کے شمعِ ہدیٰ روشنی کو بھیج دیا"

بچا لیا بندوں کو اپنے خدائے قاہر نے
نکالا غیب سے اک ہاتھ ربِ ناصر نے
اگرچہ زور لگایا تھا ایک ساحر نے
"دعائیں سن لیں ہماری خدائے قادر نے
یہ کیسا فضل کیا اک جری کو بھیج دیا"

خدا کرے کہ ضلالت جہاں سے ہو مفقود
خدا نے تجھ کو بنایا خلیفۂ موعود
عدو کے دامِ فریب و حیل ہوں سب بے سود
نسیم کی یہ دعا ہے ترے لئے محمود
جہاں میں پھولو پھلو ہووے عاقبت مسعود

(نسیم [...]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے عہد کا ایک عظیم الشان نشان

منارۃ المسیح کی تکمیل

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مبارک عہد میں جماعت احمدیہ پر جن برکاتِ الٰہیہ کا نزول ہوا۔ اور جو نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔ ان کی تفصیل کسی ایک مضمون میں پیش کرنا ناممکن ہے۔ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۴۔ مارچ ۱۹۳۱ء تک کے سترہ سال کا ایک ایک دن خدا تعالےٰ کے اس قدر افضال اور برکات کا حامل ہے کہ اُن کا شمار ممکن نہیں۔ اور جب خلافتِ ثانیہ کے عہد کی۔ جسے خدا تعالےٰ اپنے فضل سے بے حد وسعت عطا فرمائے۔ تاریخ مرتب کرنے کا کام شروع ہوگا۔ تو اس مبارک کام کو ہاتھ میں لینے والوں کو معلوم ہوگا کہ اُن کے سامنے خدا تعالےٰ کے نشانات کا کس قدر بحرِ ناپیدا کنار ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اِس وقت صرف ایک تازہ نشان کا ذکر کیا جاتا ہے جو خدا تعالےٰ کی مصلحت کے ماتحت انہی ایام میں تکمیل کو پہونچا ہے جن میں خلافتِ ثانیہ کی ابتداء شروع ہوئی۔ اور وہ نشان منارۃ المسیح ہے۔

منارۃ المسیح کی تین خاص اغراض

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء کو منارۃ المسیح کے متعلق ایک اشتہار شائع فرمایا۔ جس میں احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے ایک نہایت اونچا مینار بنانے کا اعلان کیا۔ اور اسے حسب ذیل تین کاموں کے لئے مخصوص فرمایا:-

اول یہ کہ تا مؤذن اس پر چڑھ کر پنج وقت بانگ نماز دیا کرے اور تا خدا کے پاک نام کی اونچی آواز سے دن رات میں پانچ دفعہ تبلیغ ہو۔ اور تا مختصر لفظوں میں ہماری طرف سے انسانوں کو یہ ندا کی جائے کہ وہ ازلی اور ابدی خدا جس کی تمام انسانوں کو پرستش کرنی چاہیئے۔ صرف وہی خدا ہے جس کی طرف اس کا برگزیدہ اور پاک رسول محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے سوا نہ زمین میں نہ آسمان میں اور کوئی خدا نہیں۔

دوم یہ کہ اس منارہ کے ذریعہ ایسی روشنی کا انتظام کیا جائیگا جو دور دور تک پہونچے۔ اور لوگوں کی آنکھوں کو روشن کرے۔

سوم اس منارہ کی دیوار کے اونچے حصّہ پر ایک بڑا گھنٹہ نصب کیا جائے گا۔ تا انسان اپنے وقت کو پہچانیں۔ اور انہیں وقت شناسی کی طرف توجہ ہو۔

یہ تین ظاہری کام بیان فرمانے کے بعد ان کے نیچے جو اصل حقیقتیں مخفی تھیں۔ ان کا اظہار اس طرح فرمایا:-

مینار پر اذان دینے کی حقیقت

"بانگ جو پانچ وقت اونچی آواز سے لوگوں کو پہونچائی جائے گی۔ اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے۔ کہ اب واقعی طور پر وقت آگیا ہے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ کی آواز ہر ایک کان تک پہونچے۔ یعنی اب وقت خود بولتا ہے۔ کہ اس ازلی ابدی زندہ خدا کے سوا جس کی طرف پاک رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہنمائی کی ہے۔ اور سب خدا جو بنائے گئے ہیں۔ باطل ہیں۔ کیوں باطل ہیں۔ اس لئے کہ ان کے ماننے والے کوئی برکت ان سے پا نہیں سکتے۔ کوئی نشان دکھا نہیں سکتے۔"

مینار پر روشنی کرنے کی حقیقت

مینار پر روشنی کرنے کے متعلق فرمایا:-

"اس کے نیچے حقیقت یہ ہے۔ کہ تا لوگ معلوم کریں۔ کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا۔ اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا۔ ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا۔ کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرے۔ تا حقیقت کے طالبوں کے لئے پھر تازگی کے دن آئیں۔ اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے۔ آسمانی روشنی دیکھے۔ اور اس روشنی کے ذریعہ غلطیوں سے بچ جائے۔"

مینار پر گھنٹہ نصب کرنے کی حقیقت

مینار کے گھنٹہ کے متعلق فرمایا:-

"... نیچے یہ حقیقت مخفی ہے۔ کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں۔ کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔ اب زمینی جہاد بند کئے گئے۔"

"غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لئے لگایا جائے گا۔ یہ مسیح کے وقت کے لئے یاد دلاتی ہے۔"

مینار کی حقیقت

پھر خود مینار کی حقیقت کے متعلق فرمایا:-

"اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے۔ اور وہ یہ کہ احادیثِ نبویہ میں متواتر آچکا ہے۔ کہ مسیح آنے والا صاحب المنارہ ہوگا۔ یعنی اس کے زمانہ میں اسلامی سچائی بلندی کے انتہا تک پہونچ جائے گی۔ جو اس منارہ کی مانند ہے۔ جو نہایت اونچا ہو۔ اور دینِ اسلام سب دینوں پر غالب آجائے گا۔ اسی کی مانند جیسا کہ کوئی شخص جب ایک بلند مینار پر اذان دیتا ہے۔ تو وہ آواز تمام آوازوں پر غالب آجاتی ہے۔ سو مقدر تھا۔ کہ ایسا ہی مسیح کے دنوں میں ہوگا۔"

پھر فرماتے ہیں:-

"اب اے دوستو یہ منار۔ اس لئے تیار کیا جاتا ہے۔ کہ تا حدیث کے موافق مسیح موعود کے زمانہ کی یادگار ہو۔ اور نیز وہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو جائے جس کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے۔ کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہٗ اور جس کے منارہ کا ذکر حدیث میں بھی ہے کہ مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔"

اسلام کی زندگی اور فتح نمایاں کا میدان

بالآخر ارشاد ہوتا ہے:-

"جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے۔ اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ کہ اسلام کی مُردہ حالت میں اسی جگہ سے زندگی کی رُوح پھونکی جائے گی۔ اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا۔ مگر یہ فتح ان ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہوگی۔ جو انسان بناتے ہیں۔ بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے۔ جس حربہ سے فرشتے کام لیتے ہیں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ بالا الفاظ سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ منارۃ المسیح کی تعمیر جماعت احمدیہ کے لئے کیا قدر وقیمت رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ کیسی کیسی اہم اغراض وابستہ ہیں۔ وہ کس قدر برکات اور افضالِ الٰہیہ کا موجب ہے۔ اور پھر اتنا یہ کہ اسلام میں زندگی کی رُوح پھونکنے اور فتح نمایاں کا میدان وہی مقام ہے جہاں یہ مینار تعمیر ہوگا۔

منارۃ المسیح کی بُنیاد

اس تشریح اور توضیح کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۳۔ مارچ ۱۹۰۳ء جمعہ کے دن اس کی بنیاد رکھی۔ یعنی ایک اینٹ اپنی ران مبارک پر رکھ کر بڑی دیر تک لمبی دعا فرمائی۔ دُعا کے بعد اینٹ پر دم کیا۔ اور یہ کہکر ایک شخص حکیم فضل الٰہی صاحب کو دی۔ کہ "اس کو

منارۃ المسیح کے مغربی حصہ میں رکھدیں۔ چنانچہ [illegible] ارشاد کے مطابق ایک احمدی معمار فضل الدین صاحب نے بنیاد کے مغربی حصہ میں یہ اینٹ لگا دی۔

تعمیر منارہ میں التواء

اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منارۃ المسیح کی بنیاد تو اپنے دست مبارک سے رکھ دی۔ اور اس جگہ کی تعیین فرما دی۔ جو اس مبارک یادگار کے لئے جس سے قرآن کریم کی عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا وابستہ تھا۔ اس شرف کے لئے مقدر ہو چکی تھی۔ جو انوار اور برکات الٰہیہ کے لئے مخصوص تھی۔ اور جہاں سے اسلام میں زندگی کی رُوح پھونکی جانی تھی۔ لیکن خدا تعالےٰ کی مصلحت کے ماتحت تعمیر منارۃ المسیح کا کام تھوڑی سی حد تک ہو کر رک گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال تک دوبارہ جاری نہ ہوا۔ حتےٰ کہ خلافت اوّل کے چھ سالہ دَور میں بھی رُکا رہا۔

منارۃ المسیح کی تکمیل

آخر جب خلافتِ ثانیہ کا زمانہ شروع ہوا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس کی تکمیل کی طرف توجہ فرمائی۔ اور خدا تعالےٰ کا بے حد و حساب شکر ہے۔ کہ اس مبارک عہد میں منارۃ المسیح کا عظیم الشان نشان مکمل ہو گیا۔ اور مارچ سنہ ۱۹۳۱ء میں ہی تکمیل کو پہنچا۔ چنانچہ آج ۱۴۔ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء کو ہر دیکھنے والا دیکھ سکتا ہے۔ کہ منارۃ المسیح ہر پہلو سے مکمل ہو چکا ہے۔ اس کی عام تعمیر تو کچھ عرصہ پہلے ختم ہو چکی تھی لیکن کچھ تکمیل باقی تھی۔ جواب ہوئی ہے۔ ان تمام اصحاب کے نام کتبوں میں مینار پر نصب ہیں۔ جنہوں نے اس کی تعمیر کے اخراجات میں مقررہ رقم کم از کم ایک سو روپیہ ادا کی روشنی کا پورا پورا انتظام ہو چکا ہے اور جب اندھیری رات میں منارۃ المسیح کے لیمپ روشن ہوتے ہیں تو دُور دُور تک روشنی پہونچتی ہے سب سے آخر میں گھنٹہ کے نصب ہونے کا کام ہوا جس کے لئے پُوری سرگرمی کے ساتھ کوشش کی گئی۔ کہ رمضان المبارک میں ختم ہو جائے۔ لیکن بعض ایسی روکاوٹیں پیش آگئیں کہ مارچ (سنہ ۱۹۳۱ء) سے قبل وُہ دُور نہ ہو سکیں۔ اور آخر کار اسی مارچ کے مبارک مہینہ میں تکمیل کی یہ آخری کڑی پُوری ہُوئی جس میں اس مبارک یادگار کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی تھی۔ اور جس سے خلافت ثانیہ کا دُور شروع ہُوا تھا۔ اس طرح خدا تعالےٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ سے اس عظیم الشان نشان کی پوری پوری تکمیل کرا کر ثابت کر دیا۔ کہ آپ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے جانشین اور وہ برگزیدہ ہستی ہیں۔ جن کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقاصد اور آپ کے شروع کئے ہوئے کاموں کی تکمیل ہو رہی ہے۔

صداقتِ خلافت ثانیہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ذریعہ منارۃ المسیح کی تمام پہلوؤں سے تکمیل آپ کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کا حقیقی راہ نما ہونے کا اتنا بڑا ثبوت ہے۔ کہ کوئی بھی [illegible] کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچھ قدر ہو۔ جو آپ کو خدا تعالےٰ کا راستباز اور برگزیدہ [illegible] آپ کی تحریروں پر ایمان رکھتا ہو۔ جو خدا تعالیٰ کے نشانات پر ایمان لانے والا ہو۔ انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ذریعہ منارۃ المسیح کی تکمیل کا وُہ نشان پورا ہُوا ہے۔ جس کی تعمیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منشار کو پُورا کرنے کے لئے" شروع فرمائی تھی۔ جسے "ازلی اور ابدی خدا کی پرستش" کرنے کی دعوت دینے کا ذریعہ بتایا تھا جسے "آسمانی روشنی" کی طرف اشارہ کرنے والا قرار دیا تھا جس کی حقیقت یہ بیان فرمائی تھی۔ کہ تا لوگ سمجھ لیں۔ کہ آسمان کے دروازوں کے کھُلنے کا وقت آگیا۔" اور "مسیح کے وقت کے لئے یاددہانی" ہوتی رہے۔

کیا یہ ممکن ہے۔ کہ جس نشان کے ساتھ اس قدر اہم اور اتنے بڑے بڑے دینی اور روحانی اغراض وابستہ ہوں۔ اس کی تکمیل ایسے ہاتھوں سے ہو۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی اشاعت کے رستہ میں ناقابل عبُور خلیج کھود رہے ہوں۔ ہرگز نہیں۔ قطعاً نہیں پس اس نشان کا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھوں مکمل ہونا اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ کہ وُہ برکات جو اس نشان کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ان کے مورد آپ اور آپ کے دامن سے وابستہ ہونے والے ہی ہیں۔

منکرانِ خلافت کی محرُومی

اُن لوگوں کو جو آج سے پُورے سترہ سال قبل عَلمِ بغاوت بلند کرنے کے باعث مرکزِ سلسلہ سے کٹ گئے۔ اور جو حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی جانشین ہونے اور آپ کی شاخ بننے کے دعویدار ہیں۔ اس نشان کو مکمل کرانے کی توفیق کا حاصل نہ ہونا ثابت کرتا ہے۔ کہ ان کی قسمت میں یہ سعادت نہ تھی۔ اور وُہ اپنے اعمال کی شامت سے ان برکات سے محرُوم رہنے والے تھے۔ جو اس نشان کے ساتھ خدا تعالےٰ نے وابستہ کر رکھے ہیں۔ اور جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے۔ حالانکہ انہیں موقع حاصل تھا کہ اگر چاہتے۔ تو اس وقت جبکہ تعمیرات کا تمام کام کلیتہً انہی کے اختیار میں تھا اسے تعمیر کرا سکتے تھے۔ وہی شخص جو آج ان کا "امیرِ قوم" بنا بیٹھا ہے۔ افسرِ تعمیرات تھا۔ اور اس پر اسے بہت کچھ فخر اور ناز تھا۔ چنانچہ حال ہی میں اس نے لکھا:-

"قادیان میں جب میں ترجمۂ قرآن شریف کا کام کرتا تھا۔ تو سکول اور بورڈنگ ہوس کی ساری عمارت اپنی نگرانی میں بنوائی۔ یہاں تک کہ اینٹیں بھی بازار سے لینے کی بجائے اپنی نگرانی میں تیار کرائیں"۔

لیکن کیا اس سکول اور بورڈنگ ہاؤس کی ساری عمارت اپنی نگرانی میں بنوانے والے اور اینٹیں بھی اپنی نگرانی میں تیار کرانے والے کو اتنی توفیق ہوئی۔ کہ منارۃ المسیح کی نامکمل عمارت کو جسے اگر وُہ روزانہ نہیں تو کم از کم ہفتہ میں ایک بار جمعہ کی نماز میں آنے کے وقت تو دیکھتا ہوگا۔ ایک ہی اینٹ لگوائے۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ عمارات کی نگرانی پر مقرر ہونے اور اینٹیں بنوانے والے کو منارۃ المسیح کی تکمیل سے اسی [illegible] محروم رکھا جس کا ہر ایک کام اپنے اندر حکمت رکھتا ہے۔ اور وُہ حکمت یہی تھی۔ کہ منارۃ المسیح کی تکمیل کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے جانشین کے ہاتھوں سرانجام ہو نہ کہ ایک ایسے شخص کے ذریعہ جو اس مقدس مقام کو ہی چھوڑ جانے والا تھا جہاں خدا تعالےٰ کا یہ نشان قائم ہونا تھا۔ اور جس کے متعلق خدا تعالےٰ یہ قرار دے چکا ہے۔ کہ "اسلام کی مردہ حالت میں اسی جگہ سے زندگی کی رُوح پھُونکی جائے گی۔ اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا"۔

غیر مبایعین کے ادعا کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ سے۔ کہ "جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے۔ اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مردہ حالت میں اسی جگہ سے زندگی کی رُوح پھونکی جائیگی اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا"۔ قادیان سے منقطع ہو جانے والوں کے "حضرت امیر" کے اس قسم کے دعاوی کی حقیقت بھی خوب اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ اصل اسلام وہی ہے۔ جو وُہ پیش کرتے ہیں۔ وُہ دن رات اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ان کے ذریعہ حقیقی اسلام دُنیا میں پھیل رہا ہے۔ اور ان کی تمام کوششیں اشاعت اسلام کے لئے وقف ہیں۔ کیونکہ جب خدا تعالےٰ کے نزدیک اسلام کی مردہ حالت میں اس جگہ سے زندگی کی رُوح پھونکی جائے گی۔ اور یہی فتح نمایاں کا مقام ہوگا جہاں اس کے حکم کے ماتحت منارۃ المسیح تعمیر ہوا۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ نہ صرف قادیان سے منقطع ہونے والے بلکہ اس کی تخریب میں دن رات منہمک رہنے والے حقیقی اسلام پیش کر سکیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ کر جو کچھ پیش کر رہے ہیں۔ وُہ مردہ اسلام ہے زندہ اسلام وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے نشانات کو مکمل کرنے والے پیش کر رہے ہیں۔ اور فتح نمایاں کا وہی میدان ہے جس میں وُہ کھڑے ہیں۔

ناقابلِ انکار نشان

غرض حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ذریعہ اور آپ کے عہد مبارک میں منارۃ المسیح کی تکمیل کا اتنا بڑا نشان ظاہر ہُوا ہے۔ جو آپ کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی جانشینی کا ناقابل انکار ثبوت پیش کر رہا ہے۔

مبارک ہیں وُہ۔ جو اس نشان سے فائدہ اٹھائیں۔ اس مقدس مقام سے وابستگی اختیار کریں۔ جس سے یہ مخصُوص کیا گیا۔ اور اس مقدس ہستی سے مخلصانہ تعلقات پیدا کریں۔ جس کے ذریعہ یہ تکمیل کو پہونچا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خلافت کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی

جو ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو پوری ہوئی

حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے صفحہ ۱۵ حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے عظیم الشان دو طریقے ہیں۔

(۱) اوّل یہ کہ کوئی مصیبت اور غم اندوہ نازل کر کے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے۔ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیہم صلوٰۃ من ربہم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ؕ یعنی ہمارا یہی قانون قدرت ہے۔ کہ ہم مومنوں پر طرح طرح کی مصیبتیں ڈالا کرتے ہیں اور صبر کرنے والوں پر ہماری رحمت نازل ہوتی ہے اور کامیابی کی راہیں انہیں پر کھولی جاتی ہیں۔ جو صبر کرتے ہیں ؛

(۲) دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا ان کی اقتدا و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں

پس اوّل اس نے قسم اول کے انزال رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا۔ تا بشر الصابرین کا سامان مومنوں کے لئے تیار کر کے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے۔ سو وہ ہزاروں مومنوں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں محض للہ شریک ہوئے۔ بطور فرط کے ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے شفیع ٹھہر گیا۔ اور اندر ہی اندر بہت سی برکتیں ان کو پہنچا گیا - - - - - - - - - اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا۔ کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا یخلق اللہ ما یشاء ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کا اشتہار جس کا حوالہ اوپر کی تحریر میں حضرت اقدس نے دوسرے بشیر کی نسبت دیا ہے۔ اس کے تتمہ کے صفحہ ۲ سطر ۳ میں اصل عبارت یہ ہے " ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا۔ اور وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا " ؛

ان دونوں مذکورہ بالا اشتہاروں سے معلوم ہوا۔ کہ بشیر ثانی اور محمود احمد دونوں نام ایک ہی لڑکے کے ہیں۔ یہ دونوں اشتہار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے پہلے کے ہیں۔ پھر جب حضور پیدا ہوئے تو اسی دن اشتہار تکمیل تبلیغ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے صفحہ ۳ کے حاشیہ میں حضرت اقدس نے حضور کا نام بشیر اور محمود اور نیز بشیر الدین محمود رکھا۔ جب ان تینوں اشتہاروں کو ملا کر دیکھیں، تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا نام بشیر الدین محمود احمد ہوتا ہے

تمام تحریر مندرجہ بالا کا خلاصہ جس کے متعلق یہ اشتہار ہے دو سطروں میں یہ ہے۔ دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال خلفاء ہے سو خدا تعالیٰ نے چاہا۔ کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے اس کو پورا کرے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ میرے لڑکے بشیر الدین محمود احمد کو بھیجیگا

اب اس خلاصہ کو پڑھو۔ اور دوسری نظر ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کے واقعہ پر ڈالو۔ جس دن خدا تعالیٰ نے حضور کو خلیفہ ثانی بنایا۔ تو ثابت ہو جائیگا۔ کہ حضرت اقدس کی پیشگوئی درباره خلافت حضرت خلیفہ ثانی عاشت طور پر پوری ہو گئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

خدمات سلسلہ کے لئے ایک ایم۔ اے کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ کو ایک ایم اے کی خدمات کی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ضرورت ہے جسے تاریخ اور علم اقتصاد میں اچھی واقفیت اور وسیع مطالعہ ہو۔ اردو انگریزی ہر دو میں تحریر۔ تقریر کا خاص ملکہ حاصل ہو۔ خدمت دین کے لئے غیرت و شوق رکھنے والے ... احباب اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لئے مجھ سے خط و کتابت کریں۔ تمام درخواستیں ۸ اپریل تک میرے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشین کے متعلق

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین کا بیان

۲۱ جون ۱۹۰۸ء کو لاہور احمدیہ بلڈنگ میں مولوی محمد علی صاحب نے ایک تقریر فرمائی تھی۔ جو الحکم جلد ۱۲۔ نمبر ۴۲۔ ۱۰ جولائی ۱۹۰۸ء میں چھپی ہوئی موجود ہے۔ جس کا ایک حصہ بعینہ درج ذیل ہے۔

پس حضرت مرزا صاحب علیہ السلام بھی چونکہ منہاج نبوت ہی پر ظاہر ہوئے تھے۔ لہذا ایک مسلمان کا جو قرآن اور سنت کا پابند ہے۔ یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اس سلسلہ پر اعتراض کرتے وقت منہاج نبوت کو مد نظر رکھ لیا کرے۔ کیونکہ مسلمان کہلانے والے کے واسطے تو پہلے نظائر بھی موجود ہیں۔ اور وہ اس بات کا پابند ہے۔ کہ جو بات خود اس کے مسلمات میں موجود ہے۔ اس کے خلاف اعتراض نہ کرے۔ یا کوئی ایسا اعتراض نہ کرے۔ جو خود اس کے اپنے ہی مسلمات پر پڑتا ہو ؛

جب ان لوگوں کو معتبر اور مسلمہ کتب میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو آنحضرت صلعم کا قائمقام قرار دیا گیا ہے۔ اور صاف اقرار موجود ہے کہ مسیلمہ کا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے سامنے قتل کیا جانا۔ گویا خود آنحضرت صلعم کے روبرو قتل کیا جانا ہے۔ اور حضرت عمر رضؓ کا قیصر و کسریٰ کے خزائن کا مالک ہونا۔ گویا آنحضرت صلعم کا فتح کرنا۔ اور مالک ہونا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیوں کے متعلق انتظار نہیں کیا جاتا۔ کہ آپ کے جانشین اور مخلص خادموں کے ہاتھوں سے یا خود آپ کی اولاد کے ہاتھوں پر خدا تعالیٰ ان کو پورا کر دے ؛

کیا مولوی محمد علی صاحب بتائیں گے۔ کہ یہ اولاد کونسی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں پوری کرنے والی ہے ؛

۱۳۳۲ ہجری

تاریخ خلافت محبوب الٰہی بشیر الدین محمود احمد قادیانی مصلح موعود

۱۳۰۶ ہجری

تاریخ پیدائش فخر رسل بشیر الدین محمود احمد برادر

۱۳۰۰ ہجری

صدی مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود

خلافتِ ثانیہ میں احمدیت کیلئے جانیں قربان کرنیوالے

خلافتِ ثانیہ کے مبارک عہد میں خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو جس قدر بدنی اور جانی قربانیوں کی توفیق بخشی ہے۔ ان کی فہرست نہایت شاندار ہے۔ اس وقت مختصر الفاظ میں صرف یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ صفحۂ عالم پر کوئی جماعت اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں ان جانی قربانیوں کی مثال مل سکے۔ جو جماعت احمدیہ کے جاں نثاروں نے اس زمانہ میں حق اور صداقت کی خاطر پیش کی ہیں۔ تفصیلات کو چھوڑ کر صرف ان شہداء کے نام پیش کئے جاتے ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگیاں قربان کر دیں۔ اور اسے اپنے لئے بہت بڑے فخر کا موجب سمجھا:۔

۱۔ شہیدِ ملت **نعمت اللہ خان** صاحب کو کابل میں امان اللہ خان کی حکومت نے ایک عرصہ تک نہایت تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بند رکھنے اور طرح طرح کی تکالیف دینے کے بعد ۳۱ اگست ۱۹۲۴ء کو پتھر مار مار کر شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

اس وقت کے کابل کے سرکاری اخبار "حقیقت" کے حسب ذیل الفاظ سے اس شیر مرد کی قوتِ ایمانی اور استقلال کا ثبوت نہایت روشن طور پر ملتا ہے۔ کہ "ایں جدا بر اقرارہائے باطلہ خویش ایستادہ بُود و تا حین ہلاک تائب نہ شد"۔

یعنی احمدیت سے تائب ہو کر جان بچانے کے لئے کہنے کے باوجود اس جری نے احمدیت کی بجائے جان دے دینا آسان سمجھا۔ اور آخری لمحہ تک اپنے عقائد پر قائم رہا۔

شہید مرحوم نے خدا تعالیٰ کی راہ میں سنگسار کئے جانے سے چند ہی روز قبل جیلخانہ کی کال کوٹھڑی سے ایک خط بھیجا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے اخلاص کا اظہار اور اپنے نام کا کتبہ مقبرہ بہشتی میں لگانے کی درخواست کرتے ہوئے اپنے احمدی بھائیوں کو مخاطب کر کے لکھا۔

"میرے احمدی بھائی آگاہ رہیں۔ کہ خاکسار کی موت سے نہ ڈریں۔ اس وقت آزادی کی نسبت قید خانہ میں ہزارہا درجہ زیادہ لذت حاصل ہو رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں۔ کہ موت سے مجھے کروڑہا درجہ زیادہ لذت حاصل ہوگی"۔

یہ تھے اس خادمِ حضرت محمود کے جذبات جسے احمدیت کے بدلے اپنی جان دینے کا موقعہ میسر آیا۔ اور اس وقت کے جذبات جبکہ موت اس کے سر پر منڈلا رہی تھی۔ مبارک ہے وہ امام جسے ایسے جاں نثار خادم اور دین کے خدمتگزار خدا تعالیٰ نے عطا کئے:۔

۲-۳۔ ۱۰۔ فروری ۱۹۲۵ء کو پھر دو اور احمدیوں کو جن کے نام مولانا **عبد الحلیم** صاحب۔ اور قاری **نور علی** صاحب تھے۔ کابل میں سنگسار کر کے شہید کر دیا گیا۔ انہوں نے بھی نہایت جوانمردی اور استقلال سے احمدیت کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

۴۔ خلافتِ ثانیہ کے عہد کا چوتھا شہید وہ ایثارِ مجسم اور اخلاص کیش نوجوان تھا۔ جس کا نام مولوی **عبید اللہ** ابن مولانا حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی تھا۔ اور جسے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ماریشس میں تبلیغ کے لئے بھیجا تھا۔ یہ سلسلہ احمدیہ کا پہلا مبلغ تھا جس نے ہندوستان سے باہر غیر ملک میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

۵۔ خلافتِ ثانیہ کے عہد کا پانچواں شہید وہ نورانی شکل والا بزرگ تھا جس کا نام شہزادہ **عبد المجید** تھا۔ انہوں نے بڑھاپے کی عمر میں اپنے آپ کو تبلیغ احمدیت کے لئے مجاہدانہ رنگ میں پیش کیا۔ مجھے اُن کے ایک گہرے رازدان نے بتایا۔ کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایران میں بھیجنے کے لئے منظور فرمایا۔ تو انہوں نے خاص طور پر گھی استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اور سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو وسمہ لگانے لگ گئے۔ تاکہ زیادہ عمر کی وجہ سے کمزوری کے آثار نمایاں نہ ہوں۔ اور اُن کا تبلیغ احمدیت کے لئے جانا رک نہ جائے۔ آخر وہ اپنے خرچ پر روانہ ہوئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں انہوں نے ایران میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ لیکن چونکہ زندگی ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے ہمیشہ کے لئے وہیں رہ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

یہ خلافتِ ثانیہ کے وہ چند شہداء ہیں جنہوں نے احمدیت اور خلافتِ ثانیہ کی صداقت کی تصدیق اپنے خون سے کی۔ خدا تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں انکی ارواح پر نازل ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے مراتب بلند فرمائے۔ آمین۔

خلافتِ ثانیہ کے عہد میں جماعت کی مالی قربانی میں ترقی

خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی قوتِ قدسیہ کی برکت سے جماعت احمدیہ کو آپ کے عہدِ سعادت مہد میں جس قدر مالی قربانی کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کا کسی قدر اندازہ ذیل کے اعداد سے ہو سکتا ہے:۔

۱۹۱۳ء میں سلسلہ کی ہر قسم کی آمد کی مجموعی تعداد ۸-۱۲-۱۳۷۷۴۔ تھی جس میں ۴۸۹۷۵ روپیہ تعمیر بورڈنگ اور سکول کے تھے۔ اس کے علاوہ ۲۲۸۱۱ روپیہ بورڈروں کے اخراجات کی آمد تھی اور ۴۵۷۰۔ امانت کا روپیہ تھا۔ گویا اس حساب سے بیت المال کی خالص آمدنی ۶۱۰۰۰ کے قریب تھی

اس کے بعد خلافتِ ثانیہ کے دور میں جو ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو شروع ہوا باوجود اس کے کہ ایک حصہ اور وہ حصہ جو اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کی ترقی کا سہارا دارومدار سمجھتا تھا۔ علیحدہ ہو گیا۔ بلکہ اس نے جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچانے اور سلسلہ کی آمد کو روکنے کے لئے سر توڑ کوششیں کیں۔ پھر بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال آمد میں ترقی ہوتی گئی۔ اور جماعت احمدیہ مالی ایثار اور قربانی میں روز بروز بڑھتی گئی۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء میں جماعت نے جس قدر مالی قربانی کی اس میں سے بیت المال کی خالص آمدنی ۲۲۷۰۰۰ روپیہ ہے۔ اور نجاتی صیغوں کی آمد ۱۲۰۷۴۵ روپیہ ہے جس میں تعمیر گرلز سکول، تحریک خاص، ریزرو فنڈ، ریلیف فنڈ، منارۃ المسیح وغیرہ مدات کی رقوم شامل نہیں۔ اور اگر ۱۹۱۳ء کی طرح امانت کا روپیہ اور بورڈروں کے اخراجات کا بھی روپیہ شامل کیا جائے۔ تو یہ رقم کئی لاکھ اور بڑھ جائے گی۔ کیونکہ خدا کے فضل سے دو اڑھائی لاکھ کے قریب روپیہ امانت میں رہتا ہے

اخباراتِ سلسلہ کی ترقی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے عہد میں اخبارات میں "مصباح" زنانہ پرچہ اور "سن رائز" انگریزی ہفتہ وار اور "سن رائز" امریکہ جاری ہوئے۔ "الفضل" ہفتہ میں دو بار کی بجائے مستقل طور پر تین بار شائع ہو رہا ہے۔

186

خلافتِ احمدیہ

قومی ترقیات کا راز

تاریخی شہادت

تاریخ عالم سے اگر قوموں کے عروج و زوال کے اسباب معلوم کئے جائیں۔ تو ہر انسان بلا تامل اس نتیجہ پر پہنچیگا۔ کہ دنیا میں ہمیشہ اسی قوم نے ترقی کی ہے۔ جو کسی واجب الاطاعت امام اور لیڈر کے ماتحت رہی ہو۔ اور جس نے اپنی گردنیں کسی ایک ہستی کے آگے جھکا رکھی ہوں۔ اس کے مقابل پر جب کسی قوم نے اپنے آپ کو مطلق العنان قرار دے کر کسی لیڈر یا امام کی اطاعت قبول کرنا اپنے لئے ہتک خیال کیا اسی وقت وہ زوال کے گڑھے میں گرنی شروع ہو گئی۔ اور آخر ایک دن ایسا آیا جب اس کا نام حرف غلط کی طرح مٹ گیا۔

زمانۂ جاہلیت کی حالت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں زمانہ جاہلیت کی جو حالت بیان فرمائی ہے۔ اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے بعد اہل عرب کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ وہ اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ ایک لیڈر کے ماتحت رہنا اور اس کے اشاروں پر اپنی جانیں قربان کرنا کس قدر بابرکت اور مفید نتائج پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وکنتم علٰی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا۔ اے لوگو۔ تم آگ کے کنارے پر کھڑے تھے۔ اور قریب تھا۔ کہ اس میں گر کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر لو مگر خدا نے ایک نبی بھیج کر تمہیں اس عذاب سے بچا لیا۔ یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً۔ اے مومنو۔ خدا کی اس نعمت عظیمہ کو یاد کرو۔ تم آپس میں عناد رکھتے تھے۔ اور آپس کی خانہ جنگیوں کی وجہ سے سخت کمزور ہو چکے تھے۔ مگر خدا نے تم پر احسان کیا۔ اور اپنا ایک پیغامبر بھیج کر تمہیں الفت کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ پس عرب کی خانہ جنگیوں کو صرف اسی نے دور کیا۔ جو رحمۃ للعالمین بن کر ان کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا تھا اسی پاک وجود کے آنے کی یہ برکت تھی کہ عرب متحد ہو گیا اور اس نے اتنی جلد ترقی کی جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

یہ تو عرب کی مثال تھی۔ دنیا کے کسی حصہ کی تاریخ دیکھو۔ یقیناً [illegible] عالم کی تاریخ یہی صدا بلند کر رہی ہو گی۔ کہ بغیر کسی خاص لیڈر [illegible] ہے۔ پس یہ وہ زریں اصل ہے [illegible] و خیال ہو جاتی ہیں

اور اگر اسے پیش نظر رکھ کر ایک پاک نفس انسان کی قیادت اختیار کی جائے۔ تو فتوحات قوموں کے پاؤں چومنے کو طیار ہو جاتی ہیں

مسلمانوں پر خاص فضل

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر یہ ایک عظیم الشان فضل کیا تھا۔ کہ ان میں اپنا ایک پیارا رسول بھی۔ جو افضل الرسل اور سید المرسلین تھا۔ خود خدا نے پاک کا ارشاد ہے۔ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم خدا کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے تم میں اپنا ایک رسول بھیج کر تمہیں اپنی پیاری اور محبوب قوم بنا لیا۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے جب اس پاک رسول کی اطاعت سے انحراف کر لیا۔ تو خدا نے ان سے وہ فیوض بھی اٹھا لئے۔ جو سرور کائنات کی اطاعت کی وجہ سے نازل ہو رہے تھے مسلمان ایک زندہ قوم تھی۔ دنیا کے بادشاہ اس کے نام سے ڈرتے تھے۔ قیصرؔ و کسریٰ اپنے محلات میں بیٹھے ہوئے اسلامی فوجوں کی نقل و حرکت کی خبریں سن کر لرزہ براندام ہو جایا کرتے تھے۔ مگر کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ ایک ہاتھ پر بک چکے تھے۔ انہوں نے اپنی جان اور اپنا مال سب کچھ نثار کر دینے کا تہیہ کیا ہوا تھا۔ اور گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تھا۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وجود تھا۔ جو ان کی راہنمائی کر رہا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگرے وہ پاکیزہ انسان تھے۔ جنہوں نے قوم کو زندہ رکھا اور اس میں اسلامی روح کو اس طریق پر پھونکا۔ کہ وہ ایک بگولہ بن کر اٹھی اور کفر و ظلمت کو خس و خاشاک کی طرح اڑا کر لے گئی۔ یہ روح جو مسلمانوں میں تھی۔ اور یہ اسلامی غیرت اور حمیت جو ان کے رگ و ریشہ سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی تھی۔ اسی وجہ سے تھی کہ وہ ایک آواز پر لبیک کہتے تھے وہ فیصلہ کر چکے تھے کہ ہمارا اپنا کچھ نہیں۔ جو کچھ ہے وہ خدا اور اس کے دین کے لئے ہے۔ پس جب بھی ہمیں خلیفہ وقت آواز دے گا ہم اس کے قدموں پر سب کچھ نثار کر ڈالیں گے۔

ایک امام کی ضرورت

اس سے ظاہر ہے۔ کہ قوم میں ہمیشہ ایک ایسا وجود رہنا چاہیئے جس پر تمام قوم بلا استثناء احدے متحد ہو۔ اور جسے اپنا لیڈر، امام حاکم اور خلیفہ وقت تسلیم کرتی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آج

تک خدا نے دنیا کو کوئی نبی نہیں بھیجا۔ مگر اس کے بعد سلسلہ خلافت کو ضرور ہی جاری رکھا۔ اور یہ اسی لئے کہ تا وہ خلفاء اس نبی کی امت کی نگہبانی کریں اور اس کے جاری کردہ مشن کو اکناف عالم میں پھیلا کر امر نبوت کی تکمیل کریں۔

سلسلہ احمدیہ میں خلافت

موجودہ زمانہ میں بھی جب کہ کفر و الحاد کی گھٹائیں آسمان اسلام پر چھا رہی تھیں خدا تعالیٰ نے ایک نیر رسالت احمدؑ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل پر انوار میں روشن فرمایا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو خدا نے اسی طرح جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھڑا کیا تھا۔ یہاں بھی نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کو کھڑا کیا۔ اور جب چھ سال کے بعد آپ رحلت فرما گئے۔ تو سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس تخت خلافت پر متمکن ہوئے بعض وہ لوگ جو نفاق کی بیماری میں مبتلا تھے اس موقعہ پر کہہ اٹھے۔ کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ قوم آپ ہی آپ ترقی کر سکتی ہے حالانکہ گذشتہ اقوام کی نظائر و امثال اس بات پر کھلی دلیل تھیں کہ بغیر خلافت کے ترقی کرنا محال ہے۔ انہوں نے شور مچایا۔ اور خدا کے رسول کے تخت گاہ سے جدا ہو کر لاہور کو اپنا مرکز بنا لیا

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء وہ دن تھا جب قدرت ثانیہ کا دوسرا مظہر دنیا میں جلوہ گر ہوا۔ اور اس آفتاب کی ضیا پاش شعاعوں کی تاب نہ لا کر شپرہ چشم تاریکی کے کونوں میں جا گھسے آج پورے سترہ سال ہو گئے دنیا نے دیکھا۔ کہ وہی جس کے مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا۔ جسے گرانے کے لئے بڑوں اور چھوٹوں نے اتحاد کیا۔ وہی دنیا کے اسیروں کا رستگار بنا۔ قوموں کا سردار کہلایا اور خاص و عام کا مرجع بن گیا۔ ہر ہاتھ جو ہمارے آقا فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلاف اٹھا۔ شل ہو گیا۔ ہر انسان جس نے آپ کو گرانا چاہا۔ خود گر گیا اور ہر وہ جس نے آپ کو ذلیل کرنا چاہا نہایت بری طرح ذلیل اور رسوا ہو کر رہا۔ جنہیں اپنے علم پر ناز تھا۔ وہ آپ کے مقابل پر جاہل ثابت ہوئے۔ جنہیں اپنی تدابیر کا گھمنڈ تھا وہ آپ کے سامنے طفل مکتب ثابت ہوئے۔ خدا نے آپ کو ظاہری اور باطنی علوم سے پر کیا آپ کو مسیح پاک کا سچا جانشین ثابت کیا۔ اور آپ کے ہاتھوں پر اسلام کی فتح کو مقدر کر دیا الغرض آج وہ دن ہے۔ جب کہ وہ اولوالعزم محمود شوکت و ظفر کا جھنڈا لئے بعد عزو شان "خلیفہ" مانا جاتا ہے۔ خدا کی غیرت نے نہ چاہا کہ خلیفہ کا لقب کسی اور کو بھی ملے۔ قدرت خداوندی نے سب کو نیچے گرا کر اسی کو جو برحق خلیفہ تھا۔ دنیا میں رکھا۔

جماعت احمدیہ کا پہلا اجماع

منکرین خلافت نے ایک عرصہ تک شور مچایا۔ کہ سلسلہ خلافت قائم کرنا درست نہیں۔ حالانکہ خود ایک لمبے عرصہ تک انہوں نے اپنی گردنیں اسی جوئے کے نیچے ڈالے رکھی تھیں۔ کیا وہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے حضرت خلیفہ اول کی بیعت نہیں کی تھی۔ کیا وہ

نہیں جانتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے معاً بعد امت احمدیہ کا اجماع کس بات پر ہوا۔ کیا ہو سکتا ہے۔ کہ خدا اپنے نبی کے تمام صحابیوں کا گمراہی اور ضلالت پر اجماع کرادے مگر ضمیر مردہ نہیں ہو گئے۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا چھ سال تک خلیفۃ المسیح کہلانا اور آپ کا بار بار فرمانا کہ میرے بعد بھی خلفا ہوں گے اور غیر مبائعین کا آپ کے سامنے آمنا کہتے رہنا یقینی برہان ہے سلسلہ خلافت کی صداقت کا۔

پھر کیا مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنی آخری وصیت نہ پڑھوائی۔ کیا اس میں نہیں لکھا تھا۔ میرا جانشین کیا ہو۔ پھر کتنا غضب ہے۔ جس شخص نے اس وصیت کی دھجیاں اڑائیں وہ وہی تھا جسے حضور نے بستر مرگ پر اپنی وصیت پڑھنے کو کہا۔ پس غیر مبائعین کا آج یہ کہنا کہ خلافت گدی ہے۔ اور خلیفہ کی اطاعت پیر پرستی ہے۔ صریح ظلم نہیں تو اور کیا ہے کیا وہ خود چھ سال تک اسی پیر پرستی میں مبتلا نہیں رہے۔ کیا انہوں نے چھ سال تک ایک خلیفہ کو نہیں مانا تھا۔ پھر کون سا ستم ٹوٹ پڑتا تھا اگر وہ دوسرے خلیفہ کو بھی مان لیتے۔ پس خلافت کا مسئلہ تو ثابت شدہ مسئلہ ہے۔ اس پر جماعت احمدیہ کا اجماع ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو خدا نے الہاماً فرمایا تھا۔

سپردم بتو مایہ خویش را

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خدا کے حضور اپنی جماعت سپرد کر دی تھی۔ خدا نے وہ جماعت نورالدین اعظم کے سپرد کر دی یہ کہہ دینا آسان ہے کہ غلطی ہو گئی مگر یہ کہنا کتنا جھوٹا قول ہے کہ خدا نے ضلالت پر امت احمدیہ کو اکٹھا کر دیا۔ دنیا میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ کہ ایک نبی وفات پائے۔ اور معاً بعد ساری امت ضلالت اور گمراہی کو اختیار کر لے پھر کیونکہ ہم یہ تسلیم کریں کہ پہلی چیز جس پر جماعت احمدیہ کا اجماع ہوا۔ وہ ضلالت تھی۔

غرض خلافت ضلالت نہیں بلکہ رحمت ہے۔ خلافت کے بغیر قوم بوچھا ہوتی ہے۔ جس طرح لشکر بغیر سپہ سالار کے یا جس طرح ایک دھڑ بغیر سر کے یا جس طرح گاڑی بغیر انجن کے۔ ؛

خلافت کی پہلی دلیل

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"میں اسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے" تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔ ما کانت النبوۃ قط الا تبعتھا خلافۃ ہر نبوت کے بعد لازماً خلافت کا دور آتا ہے۔ پس دیکھا ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا میں نبی ہوں دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہر نبوت کے بعد خلافت آتی ہے۔ نتیجہ نکالو۔ کیا نکلے گا۔ یہی کہ مسیح موعود کے بعد بھی دور خلافت آنا چاہیئے

دوسری دلیل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے دو بعثتیں ہیں۔ ایک بعثت جلالی رنگ کی اور ایک جمالی رنگ کی۔ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم میں اسی حقیقت کو بے نقاب فرمایا گیا ہے۔ خود حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں "اگر بروز صحیح نہ ہوتا۔ تو پھر آیت آخرین منھم میں اس موعود کے رفیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھیرتے" (غلطی کا ازالہ) پھر فرماتے ہیں "بروز کی دوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے۔ کہ:

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

پس بروز کے اپنے اصل کے ساتھ کامل مشابہت رکھنے کی وجہ سے ضروری ہے۔ کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ خلافت جاری ہوا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد بھی خلفاء کھڑے ہوں۔ ورنہ مشابہت باطل ہو جائے گی ؛

تیسری دلیل

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے پھر فرمایا ؛

"یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہو گی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہو گا۔ اور دین اسلام کی حمایت کریگا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آ چکی ہے" حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲ ؛

کتنے واضح الفاظ ہیں۔ کہ خدا مسیح موعود کی اولاد میں سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین یعنی خلیفہ ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے شہادۃ القرآن صفحہ ۵۳ میں فرمایا ہے۔ خلیفہ جانشین کو ہی کہتے ہیں۔ پس اس کا مطلب صاف ہے۔ حضور کا ایک بیٹا خلیفہ ہو گا۔ دنیا نے اس کی صداقت کو دیکھا۔ اب وہ لوگ جو اس خلافت کا انکار کر رہے ہیں۔ اپنا انجام سوچ لیں۔

چوتھی دلیل

حمامۃ البشریٰ میں ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفاءہ الیٰ ارض دمشق پر فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جہاں یہ تصریح فرما دی کہ آپ کے بعد آپ کے کام کو جاری رکھنے کے لئے خلفاء ہوں گے، وہاں حضور نے یہ بھی بتا دیا تھا۔ کہ آپ کا ایک خلیفہ دمشق بھی جائے گا۔ ساری دنیا جانتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہی وہ خلیفہ ہیں۔ جنہوں نے دمشق کا سفر کیا اور خدا کے مسیح کا نام لوگوں کے کانوں تک پہنچایا۔ ؛

پانچویں دلیل

ایک اور ثبوت اس بات کا حضرت ... اپنے بعد خلافت سمجھتے تھے۔ وہ الفاظ ہیں جو ... میں تحریر فرمائے۔ حضور فرماتے ہیں ؛

"اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی ... چاہتے ہیں۔ تو وہ بھی ایسا ہی اقرار کر کے اس پر دستخط کر ... اور اس کا مضمون بھی یہی ہو گا۔ کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں۔ اور آئندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے۔ جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپے سے کم نہ ہو گی احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے" اس سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام یہ جانتے تھے کہ جماعت کا ایک پیشرو موجود رہے گا۔ اور قوم کا ایسا معتمد علیہ ہو گا۔ کہ تین لاکھ روپے لینے کا سزاوار ہو گا اور بصورت خلاف ورزی معاہدہ تین لاکھ روپیہ دینے کا انتظام بھی کر سکتا ہو گا

خلافت کا انکار نادانی ہے

یہ سب باتیں اور ان کے علاوہ اور بھی بیسیوں باتیں اس بات کا حتمی ثبوت ہیں۔ کہ خلافت کا انکار بہت بڑی نادانی بلکہ گناہ اور خدا کی ایک آیت کا جھٹلانا ہے ہمارے سید و آقا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز وہ پاک وجود ہیں۔ جن کی پیدائش سے پہلے خدا تعالیٰ نے آپ کا نام فضل عمر رکھا۔ جس میں یہ پیشگوئی مخفی تھی۔ کہ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے خلیفہ ہوئے۔ اسی طرح یہ بھی دوسرے خلیفہ ہوں گے اور جس طرح حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر عرب و عجم کے ممالک فتح ہوئے اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے عہد خلافت میں مسیح موعود کا نام اکناف عالم میں پھیلایا گیا آپ ہی وہ پاک وجود ہیں جن کے متعلق یہ پیشگوئی تھی کہ وہ ۲۵ سال کی عمر میں خلیفہ ہوں گے۔ آپ ہی وہ ہیں جو اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بیماروں کو اچھا کر رہے ہیں۔ اور اندھوں کو بینا بنا رہے ہیں۔ اور آپ خدا کی وہ کھلی نشانی ہیں جس کی تکذیب کرنا گناہ ہے۔ جس کا ذکر کرنا ثواب ہے۔ اور جس کے حضور سر اطاعت خم کرنا شیوہ مومنانہ ہے۔ قرآن مجید نے ان لوگوں کے متعلق جو دامن خلافت سے اپنے آپ کو وابستہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ فرمایا ہے ومن کفر ... خلافت کو اپنی ہاتھ ...

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے ارشادات

خلافتِ ثانی کے متعلق

(از حضرت مولانا شیر علی صاحب بی اے)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ایک جمعہ کے خطبہ میں فرمایا:۔

"ایک نقطہ قابل یاد سنائے دیتا ہوں۔ کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکا۔ وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ ۷۸ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے۔" (بدر ۲۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

اس سے زیادہ اور کیا صراحت ہو سکتی ہے۔

پھر جو بات دل میں ہوتی ہے۔ بعض اوقات زبان پر آ جاتی ہے ایک دفعہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو ایک امر کے متعلق فرمایا کہ یہ کام میاں صاحب کے وقت میں کیا جائے۔ یہ واقعہ میں نے مولوی صاحب موصوف سے خود سنا ہے۔ اور اس وقت بعض اور لوگ بھی موجود تھے۔ جنھوں نے یہ بات اپنے کانوں سے سنی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف آپ کا منشا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی خلیفہ ہوں۔ بلکہ آپ کو یقین تھا۔ کہ میرے بعد حضور ہی خلیفہ ہوں گے۔ ان کا یہ اعتقاد تھا۔ کہ خلیفہ خدا تعالے بناتا ہے۔ لوگ کسی کو خلیفہ نہیں بناتے۔ اور اسی ایمان کی بنا پر ان کو یقین تھا۔ کہ خدا تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو خلیفہ بنائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ؛

پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول نے شیخ عبد الرحمن صاحب کو جو مصر میں تھے۔ ایک امر کے جواب میں یہ لکھا۔ کہ تمہیں وہاں سے کسی شخص سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں جب تم واپس قادیان آؤ گے۔ تو ہمارا علم قرآن پہلے سے بھی انشاء اللہ بڑھا ہوا ہو گا۔ اور اگر ہم نہ ہوئے۔ تو میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا۔ اسی طرح آپ نے صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو فرمایا۔ کہ اگر میری زندگی میں قرآن ختم نہ ہوا۔ تو بعد ازاں میاں صاحب سے پڑھ لینا۔ خداداد خان صاحب سائیدار کراچی نے حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں خواب میں ایک درخواست پیش کی۔ آپنے فرمایا۔ یہ درخواست میاں صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیجو۔ لفافہ پر سرنامہ میں لکھ دوں گا سنی مسلمان شیعہ کے مقابل میں حضرت ابو بکر کی خلافت کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی۔ اور آپ سے کچھ سوال کیا۔ آپنے اس کو فرمایا۔ کہ پھر آنا۔ اور جب اس نے عرض کیا۔ اگر میں آؤں۔ اور آپ نہ ہوں۔ یعنی آپ فوت ہو چکے ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر تو مجھے نہ پائے۔ تو ابو بکر سے کہیو۔ اگر سنیوں کی یہ دلیل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ثبوت ہو سکتی ہے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح کا مندرجہ بالا قول حضرت محمود احمد صاحب کی خلافت کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ یا کم از کم اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول کو حضور کے خلیفہ ہونے کا ایسا ہی یقین کامل تھا۔ جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابو بکر کے خلیفہ ہونے کا یقین کامل تھا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیماری کے دنوں میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی میں نماز کا امام بنایا۔ پس بعینہ یہ دلیل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خلافت کے لئے بھی موجود ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنی لمبی بیماری میں جو گھوڑے سے گرنے سے شروع ہوئی۔ مسجد مبارک میں آپکو ہی امام نماز بنائے رکھا۔ اور مسجد اقصیٰ میں جمعہ بھی حضور ہی پڑھاتے تھے۔

ایک اور شہادت یہ ہے۔ کہ قادیان میں پیر منظور محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعض الہامات کی بناء پر ایک مضمون حضرت صاحبزادہ صاحب کے بارہ میں لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت صاحب نے وہ مضمون پڑھ کر فرمایا۔ ہمیں اس امر کا پہلے سے علم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں میاں کی کیسی عزت۔ اور کیسا ادب کرتا ہوں۔ پیر صاحب نے آپ کے یہ الفاظ اسی مضمون کے آخر میں لکھکر تصدیق کے لئے آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ اور آپنے اپنے قلم سے اس پر یہ تصدیق فرمائی۔ کہ یہ الفاظ میں نے کہے ہیں۔ پیر صاحب موصوف نے حضرت خلیفہ اول کی زندگی میں ہی حضرت صاحب کی یہ تحریر مجھے دکھائی۔ اور میں اس تحریر کا رویت کا گواہ ہوں۔ اور وہ تحریر اب بھی موجود ہے۔ جو چاہے۔ اس کو دیکھ سکتا ہے۔ حضرت صاحب نے پیر صاحب کو یہ بھی فرمایا۔ کہ اختلاف کے وقت اس تحریر کو پیش کرنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو یہ بھی علم تھا۔ کہ اس خلیفہ کے جانشین ہونے کے وقت اختلاف بھی ہو گا ؛

خلافت ثانی اور منکرین خلافت کا ذکر

الہامات مسیح موعود میں

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن)

میں صرف یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے وہ الہامات نقل کرونگا جو خلافت محمود سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اسی ضمن میں غیر مبایعین کے متعلق جو حالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ وہ بھی ؛

(۱) اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا۔ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا نور آتا ہے۔ نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔۔۔۔۔

(۲) "فضل عمر" (یعنی دوسرا خلیفہ ہوگا۔ اور علم کمالی درجہ کا ہوگا)

(۳) مسجد کی دیوار پر محمود لکھا ہوا دیکھا۔ (یعنی وہ جماعت کا امام ہوگا)

(۴) ایک اولوالعزم پیدا ہوگا وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ تیری ہی نسل سے ہوگا ؛

(۵) انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ (۶) انی معک یا ابن رسول اللہ۔ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں۔ جمع کرو۔ علے دین واحد (۷) میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا (۸) اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے۔ (۹) کل مقابر الارض لا تقابل ھذہ الارض (اب یہ مقبرہ کس کے دامن سے وابستہ ہے!) (۱۰) انی معک ومع اھلک ھنا (میں تمہارے اس موجودہ اہل کے ساتھ ہوں) یہ تو خلافت کی تائید میں الہامات ہیں اب منکرین خلافت کے متعلق پیش کرتا ہوں۔ (۱) یہودا اسکریوطی (جس نے حضرت مسیح کو روپوں کے عوض پکڑوایا تھا) (۲) شر الذین انعمت علیھم۔ (۳) ایک امتحان ہے بعض اس میں پکڑے جائینگے اور بعض چھوڑے جائینگے (۴) خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے" (۵) "قم و اتم دھلک ھالک" (۶) "سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا" (۷) مولوی محمد علی صاحب کو رویا میں دیکھا۔ آپ بھی صالح تھے۔ اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ" (۸) "ان کے قادیان سے جانے کے متعلق اخرج منہ الیزیدیون"۔ ان الہامات سے غیر مبائعین کی حالت خوب واضح ہو جاتی ہے،

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ابتدائی ایام خلافت کے چند ملفوظات

"اس وقت موجودہ صورت میں وہ کام جو ۲۵ سال میں حضرت مسیح موعودؑ نے اور ان کے بعد ۶ سال تک حضرت خلیفۃ المسیح نے کیا تھا۔ خطرہ کی حالت میں ہے۔ ایک جماعت ہے۔ جو اس کے ٹکڑے کر دینے میں فرق نہیں کرتی۔ ان کو مدنظر ہے۔ کہ مقابل والوں کو شکست دیدیں۔ وہ زور لگا رہے ہیں۔ اپنے علم اور طاقت کو اس مقصد کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم ایک طاقت ہیں۔ اور ہم یہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ وہ کیا کر سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ ہم بالکل ناتواں ہیں۔ ہاں ہمارا بھروسہ اللہ تعالےٰ پر ہے۔ وہ بڑی طاقتوں اور قدرتوں والا ہے۔ وہ اپنے سلسلہ کو ہر ایک شر اور ضرر سے بچا سکتا ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ وہ بچائے گا۔" (تقریر ۱۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

"مجھے تسلی اور یقین ہے۔ اور ذرا بھی وہم نہیں۔ خدا تعالےٰ مظفر و منصور کریگا۔ اور ضرور کریگا۔" (تقریر ۱۸ مارچ ۱۹۱۴ء)

"جس کو خدا خلیفہ بناتا ہے۔ کوئی نہیں۔ جو اس کے کاموں میں روک ڈال سکے۔ اس کو ایک قوت اور اقبال دیا جاتا ہے۔ اور ایک غلبہ اور کامیابی اس کی فطرت میں رکھ دیجاتی ہے۔" (۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء)

"اس وقت دشمن خوش ہے۔ کہ احمدیوں میں اب تفرقہ پڑ گیا ہے۔ اور یہ جلد تباہ ہو جائینگے۔ اس وقت ہمارے ساتھ زلزلوا زلزالا شدیدا والا معاملہ ہے۔ یہ آخری ابتلاء ہے۔ جیساکہ احزاب کے موقعہ کے بعد پھر دشمن میں یہ جرأت نہ تھی۔ کہ مسلمانوں پر حملہ کرے۔ ایسے ہی ہم پر یہ آخری موقعہ اور دشمن کا حملہ ہے۔ خدا چاہے۔ ہم کامیاب ہوں۔ تو انشاء اللہ پھر دشمن ہم پر حملہ نہ کریگا۔ بلکہ ہم دشمن پر حملہ کرینگے۔" (تقریر ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء)

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں نے کبھی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی۔ اور یہی نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی کبھی یہ خواہش نہیں کی۔ کہ وہ مجھے خلیفہ بنائے۔ یہ اس کا اپنا فعل ہے۔ یہ میری درخواست نہ تھی۔ میری درخواست کے بغیر یہ کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اکثروں کی گردنیں میرے سامنے جھکا دیں۔ میں کیونکر تمہاری خاطر خدا تعالےٰ کے حکم کو رد کر دوں۔ مجھے اس نے اسی طرح خلیفہ بنایا جس طرح پہلوں کو بنایا۔ گو میں حیران ہوں۔ کہ میرے جیسا نالائق انسان اسے کیونکر پسند آگیا۔ لیکن جو کچھ بھی ہو۔ اس نے مجھے پسند کر لیا۔ اور اب کوئی انسان اس کرتہ کو مجھ سے نہیں اتار سکتا۔ جو اس نے مجھے پہنایا ہے۔ یہ خدا کا دین ہے۔ اور کون انسان ہے۔ جو خدا کے عطیہ کو مجھ سے چھین لے۔ خدا تعالےٰ میرا مددگار ہوگا۔ میں ضعیف ہوں۔ مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے۔ میں کمزور ہوں۔ مگر میرا آقا بڑا توانا ہے۔ میں بلا اسباب ہوں۔ مگر میرا بادشاہ تمام اسبابوں کا خالق ہے۔ میں بے مددگار ہوں۔ مگر میرا رب فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائیگا۔ (انشاء اللہ) میں بے پناہ ہوں۔ مگر میرا محافظ وہ ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے کسی پناہ کی ضرورت نہیں۔"

"اب کون ہے۔ جو مجھے خلافت سے معزول کر سکے۔ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنے انتخاب میں غلطی نہیں کرتا۔ اگر سب دنیا مجھے مان لے۔ تو میری خلافت بڑی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر سب کے سب خدا نخواستہ مجھے ترک کر دیں۔ تو بھی خلافت میں فرق نہیں آ سکتا۔ جیسے نبی اکیلا بھی نبی ہوتا ہے۔ اسی طرح خلیفہ اکیلا بھی خلیفہ ہوتا ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا کے فیصلہ کو قبول کرے۔ خدا تعالےٰ نے جو بوجھ مجھ پر رکھا ہے۔ وہ بہت بڑا ہے۔ اور اگر اسی کی مدد میرے شامل حال نہ ہو۔ تو میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن مجھے اس پاک ذات پر یقین ہے۔ کہ وہ ضرور میری مدد کریگی۔" (۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء)

"تبلیغ کی تڑپ بچپن سے میرے دل میں ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ کم از کم ہندوستان میں کوئی قصبہ اور کوئی گاؤں باقی نہ رہ جائے۔ جس میں خدا کے مسیح کا بتایا ہؤا اسلام نہ پہنچ جائے۔ اور جہاں ہم نہ پہنچ سکیں۔ وہاں اپنے خیالات پہنچائیں دنیا کی تمام زبانوں میں ٹریکٹ شائع ہوں۔ اور مبلغ بھیجے جائیں۔ وہ مبلغ قادیان میں ایک مدرسہ کے ذریعہ تیار ہوں۔" (۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء)

"میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے خلیفہ ہوں۔ اور انہی خلفاء سے ہوں۔ جنہیں خدا مقرر کرتا ہے۔ یا تی ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ رضی اللہ عنہم اور حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کو الہام کے ذریعہ مقرر نہ کیا گیا۔ تو اب مجھے کیوں الہام کے ذریعہ بتایا جاتا۔ کہ میں خلیفہ ہوں۔ ان میں سے ایک کے الہام کا بھی ثبوت نہیں دیا جا سکتا۔ اور اگر کہا جائے۔ کہ ان کو الہام ہوتا تھا۔ تو میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ مجھے بھی الہام ہوتا ہے۔ اور کثرت سے اللہ تعالےٰ مجھے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔ فذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔" (۱۱ جون ۱۹۱۴ء)

"اس زمانہ میں ہمارے لئے بہت سی مشکلات ہیں۔ دنیا کے مقابلہ میں پہلے ہی ہماری جماعت ایک قلیل جماعت تھی۔ لیکن اب تو اس میں سے بھی کچھ حصہ الگ ہو گیا ہے۔ پہلے ہم غیر احمدیوں کے حملوں کو اندرونی حملے کہا کرتے تھے۔ لیکن اب تو اندرونی در اندرونی حملے شروع ہو گئے ہیں۔ اس لئے جو شخص باوجود دشمنوں کے تین حلقوں سے گھرا ہؤا ہونے کے آرام سے سوتا ہے۔ وہ بے وقوف ہے۔ اور خصوصاً اس وقت جبکہ اسے جاگنے اور دشمن کے مقابلہ کے لئے تیاری کرنے کا موقعہ بھی مل جائے۔ تم ان دنوں میں خوف خدا کو مدنظر رکھ کر دعائیں کرو۔ کہ خدا تعالیٰ کی نصرت کے بغیر نہ کبھی پہلے کچھ ہؤا ہے۔ اور نہ اب ہوگا۔ تمہارے پاس فوج۔ لشکر۔ عزت۔ دولت۔ آلات وغیرہ کچھ نہیں۔ جن سے تم نے تمام دنیا کا مقابلہ کرنا ہے۔ تمہاری کامیابی کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔ اگر اس کو پکڑ لوگے۔ تو کامیاب ہو جاؤگے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی چوکھٹ کو پکڑ لو۔ اور اسی کے آگے عرض کرو۔ کہ ہمیں تمام دشمنوں سے بچا لیجئے۔" (تقریر ۳۱ جولائی)

"اگر وہ الزامات جو مجھ پر لگائے گئے ہیں۔ درست ہیں۔ اور میں ایسا ہی گندہ اور ناپاک ہوں۔ کہ حکومت اور خلافت کی خواہش سے مجبور ہو کر متواتر کئی سال تک میں یہ کوشش کرتا رہا ہوں۔ کہ جماعت میں تفرقہ ڈلوا کر خود بڑا بن جاؤں۔ اور اس خواہش سے اندھا ہو کر خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو تباہ کرنے اور مسیح موعودؑ کی تعلیم کو غلط پیرایہ میں پیش کرنے میں میں نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ تو میں نہیں خیال کرتا۔ کہ مجھ سے زیادہ اور کون شخص سزا کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اور اس صورت میں وہ سخت سے سخت لفظ بھی جو کسی لغت میں اظہار نفرت کے لئے پائے جاتے ہیں۔ نرم ہونگے۔ اور مجھے وہ الفاظ سنکر یا پڑھکر بجائے ناراض ہونے کے اقرار کرنا چاہیئے۔ کہ میں واقعہ میں اس سلوک سے زیادہ سخت سلوک کا مستحق تھا۔ کیونکہ میں نے اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لئے الٰہی سلسلہ کے تباہ کرنے میں بھی دریغ نہ کیا۔" (۱۰ اگست ۱۹۱۴ء)

ماہِ مارچ کا سلسلہ عالیہ احمدیہ سے خاص تعلق

چند اہم واقعات کا ذکر

واقعات کے سرسری مطالعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ماہ مارچ کا سلسلہ عالیہ احمدیہ سے خاص تعلق ہے۔ اور یہ وہ مبارک مہینہ ہے۔ جو

سہ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

کے الٰہی ارشاد کا مصداق ہونے کی وجہ سے اپنے اندر بڑے بڑے اہم نشانات رکھتا ہے۔ اسی مہینہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حسب ذیل الہامات نازل ہوئے:۔

(۱) قل ایھا الکفار انی من الصادقین۔ (۴ مارچ ۱۸۸۹ء)

(۲) جس کا تھا۔ اس کے پاس آگیا۔ (مارچ ۱۹۰۳ء)

(۳) انّ شانئک ھو الابتر۔ (تیرا دشمن ہی نامراد ہوگا) (مارچ ۱۹۰۴ء)

(۴) لا تایئسو من روح اللہ۔ (اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ (مارچ ۱۹۰۵ء)

(۵) جس سے تو پیار کرتا ہے۔ میں اس سے پیار کروں گا۔ جس سے تو ناراض ہے۔ میں اس سے ناراض ہوں گا۔ (۹ مارچ ۱۹۰۶ء)

(۶) چو دور خسروی آغاز کردند
مسلمان را مسلمان باز کردند (۱۱ مارچ ۱۹۰۶ء)

(۷) ایک امتحان ہے۔ بعض اس میں پکڑے جائیں گے۔ اور بعض چھوڑے جائیں گے۔ (۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء)

(۸) چمک دکھلاؤں گا۔ تم کو اس نشان کی پنج بار (۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء)

(۹) مقام او مبین از راہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند (۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء)

(۱۰) انا نبشرک بغلام نافلۃ لک (ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ جو تیری نسل سے ہوگا) (۳۰ مارچ ۱۹۰۷ء)

(۱۱) انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ (اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے) (۲ مارچ ۱۹۰۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مارچ کے مہینوں کے یہ وہ الہامات ہیں۔ جن میں اس عظیم الشان واقعہ کی طرف خصوصیت سے اشارات کئے گئے ہیں۔ جو مارچ ہی کے مہینہ میں رونما ہوا۔ اور جس کے بعد وہ تمام باتیں پیش آئیں۔ جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح کو قبل از وقت مطلع فرما دیا تھا:۔

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدا تعالیٰ کے فضل و رحم سے تاج خلافت زیب سر فرمایا۔ اور اس کے بعد ہی کفر و اسلام کا مسئلہ بڑے زور و شور کیساتھ زیر بحث آیا۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مارچ ۱۸۸۹ء میں یہ الہام نازل کر کے فیصلہ فرما چکا تھا۔ کہ قل ایھا الکفار انی من الصادقین۔

اسی مہینہ میں خدا تعالیٰ نے مخالفین کی سر توڑ کوششوں کے باوجود تخت خلافت پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو متمکن فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مارچ ۱۹۰۳ء کا یہ الہام پورا کیا۔ کہ "جس کا تھا اس کے پاس آگیا"۔

اسی مارچ کے مہینہ میں خلافت ثانیہ کے منکروں کی ناکامی اور نامرادی ظاہر کر کے اور انہیں ہمیشہ کے لئے خائب و خاسر بنا کر مارچ ۱۹۰۴ء کے اس الہام کا جلوہ دکھا دیا۔ کہ ان شانئک ھو الابتر۔

اسی مارچ کے مہینہ میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات سے صدمہ خوردہ اور آئندہ خلافت کے متعلق فتنہ پردازوں کی فتنہ پردازیوں سے رنجیدہ قلوب کو مارچ ۱۹۰۵ء کے الہام لا تایئسو من روح اللہ سے تسلی اور راحت نصیب ہوئی۔

اسی ماہ مارچ میں قائم ہونے والی خلافت کے دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مارچ ۱۹۰۶ء کا یہ الہام پورا ہوا کہ "جس سے تو پیار کرتا ہے۔ میں اس سے پیار کروں گا۔ جس سے تو ناراض ہے۔ میں اس سے ناراض ہوں گا۔ پھر اسی "دور خسروی" میں جو مارچ میں شروع ہوا۔ "مسلماں را مسلماں باز کردند" کا نظارہ نظر آیا۔

پھر ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کے اس الہام کے مطابق۔ کہ ایک امتحان ہے۔ بعض اس میں پکڑے جائیں گے۔ اور بعض چھوڑے جائیں گے عین ۱۳ مارچ کو ہی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات پر وہ امتحان پیش آیا۔ جس میں بعض پکڑے گئے۔ اور بعض چھوڑے گئے

۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء کو یہ الہام ہوا۔ کہ "چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی پنج بار" اس کے متعلق فی الحال کچھ کہنا۔ قبل از وقت معلوم ہوتا ہے۔

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو ہی اسی تاریخ اور اسی مہینہ کے اس الہام نے جو ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا۔ کہ

مقام او مبین از راہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

بتایا۔ کہ اس میں کس کے مقام کو "از راہ تحقیر" دیکھنے والوں کو سرزنش کی گئی ہے۔ اور کس کے دوراں پر رسولوں کے ناز کرنے کا ذکر ہے۔

۳۰ مارچ ۱۹۰۷ء کا الہام انا نبشرک بغلام نافلۃ لک بالکل واضح ہے۔ جس عظیم الشان بیٹے کی بشارت اس میں دی گئی وہ وہی مبارک بیٹا ہے۔ جو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقاصد اور اغراض پورے کر رہا ہے۔

۲ مارچ ۱۹۰۷ء کا یہ الہام کہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ابھی مارچ کے مہینہ میں قائم ہونے والی خلافت ثانیہ کے زمانہ میں ہی پورا ہوا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت پر منکرین خلافت نے ناپاک الزام لگانے شروع کئے

غرض مارچ کے مہینہ کا ایک ایک الہام اس عظیم الشان واقعہ سے وابستہ نظر آتا ہے۔ جو ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو رونما ہوا۔ اور جس کی صداقت کا ناقابل تردید ثبوت پیش کر رہا ہے۔

پھر مارچ ۱۹۰۷ء میں ہی لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان پورا ہوا۔ جس سے اسلام کی صداقت ثابت ہوئی۔

مارچ ۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی۔ اور مارچ (۱۹۳۱ء) میں ہی یہ تکمیل کو پہنچا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے درس قرآن کے دور میں جو کئی سال سے چلا آرہا تھا۔ پہلی دفعہ آیت استخلاف مارچ ۱۹۳۱ء میں ہی آئی۔ اور اس موقعہ پر حضور نے خلافت کے متعلق پھر ان واقعات کو دہرایا۔ جو مارچ ۱۹۱۴ء میں رونما ہوئے تھے۔

غرض مارچ کے مہینہ کا سلسلہ احمدیہ اور خلافت ثانیہ سے خاص تعلق بالکل نمایاں ہے جس کی چند مثالیں اوپر پیش کی گئی ہیں:

الفاظ بیعت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ (دو بار)

آج میں احمدی سلسلہ میں محمود کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں ..... اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آئندہ بھی گناہوں سے بچنے کی کوشش کروں گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ شرک نہیں کروں گا۔ اسلام کے تمام احکام بجا لانے کی کوشش کروں گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کروں گا۔ مسیح موعود کے تمام دعاوی پر ایمان رکھوں گا۔ جو تم نیک کام بتاؤ گے۔ ان میں تمہاری فرمانبرداری کروں گا۔ قرآن شریف اور حدیث پڑھنے اور سننے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ حضرت صاحب کی کتابوں کو پڑھنے یا سننے اور یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ (دو بار) رب

انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور بہت ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔

خلافت ثانیہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا نام دُنیا کے کناروں تک

خلافت ثانیہ سے قبل صرف انگلستان میں احمدیہ مشن قایم کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن وُہ بھی اُن لوگوں کی دراندازیوں سے جو احمدی کہلاتے ہُوئے تبلیغِ احمدیت کو سمِ قاتل قرار دیتے تھے۔ خطرہ میں تھا لیکن اب خدا تعالےٰ کے فضل سے نہ صرف لنڈن میں کامیاب مشن قائم ہے۔ اور اس تثلیث کے مرکز میں سب سے پہلے جماعتِ احمدیہ کو ہی خانۂ خدا تعمیر کرنے کی توفیق حاصل ہوئی ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ حسب ذیل ممالک میں بھی باقاعدہ مشن قائم ہیں۔ ماریشس۔ گولڈ کوسٹ نائیجیریا۔ امریکہ۔ سماٹرا۔ جاوا۔ فلسطین۔ آسٹریلیا علاوہ ازیں۔ خلافت ثانیہ کے عہد میں ذیل کے ملکوں میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہونچ چکا ہے۔ اور باقاعدہ جماعتیں قائم ہیں۔ مصر۔ دمشق۔ چین بخارا۔ ہالینڈ۔ ایسٹ افریقہ۔ ایران ؂

انجمن ہائے احمدیہ کی تعداد خلافت ثانیہ میں

خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی جو تنظیم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں قائم ہوئی ہے۔ اس کا کسی قدر اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ احمدیہ انجمنیں جن کی تعداد سنہ ۱۹۱۳ء میں صرف ۱۵۶ تھی۔ اب سنہ ۱۹۳۱ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تعداد ۴۸۰ تک پہونچ چکی ہے۔ یہ انجمنیں ہندوستان کے ہر حصہ میں قائم ہیں۔ اور باقاعدگی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کررہی ہیں۔ علاوہ ازیں ممالک غیر کے حسب ذیل شہروں میں بھی انجمنیں قائم ہیں:۔

سیلون۔ بغداد۔ نیروبی۔ ممباسہ۔ بٹورا۔ دارالسلام کمپالہ۔ زنجبار۔ لنڈن۔ پورٹ بلیر۔ ہانگ کانگ جنجہ۔ عبادان۔ پاڈانگ سماٹرا۔ قاہرہ۔ دمشق۔ مغربی افریقہ کی متعدد انجمنیں۔ امریکہ کے کئی شہروں کی انجمنیں ؂

عہدِ خلافت ثانیہ میں پرنٹنگ پریسز کی ترقی

قادیان میں سنہ ۱۹۱۴ء کے ابتدا میں ضیاء الاسلام کا صرف ایک دستی پریس تھا۔ جس پر الفضل چھپتا تھا لیکن قیام خلافت ثانیہ کے بعد جلد ہی ایک مشین کی ضرورت محسوس ہُوئی۔ چنانچہ مشین لے لی گئی۔ اور اس پر کُل کُتبوں کے ذریعہ کام ہونے لگا۔ سنہ ۱۹۲۹ء میں کاروبار کی اتنی ترقی ہُوئی۔ کہ سٹیم پریس کی ضرورت سے ایک انجن خریدا گیا۔ اور اب دو سال سے خدا کے فضل ضیاء الاسلام سٹیم پریس ہے۔ اس کے بعد چند سال نظر سٹیم پریس بھی کام کرتا رہا۔ اب مارچ سنہ ۱۹۳۱ء میں ایک اور سٹیم پریس اللہ بخش سٹیم پریس کے نام سے جاری ہوا۔ جس پر قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن مجید چھپا کرے گا۔ اور سلسلہ کا دُوسرا کام بھی ہوگا۔ ہم سن لائز کی ترقی اور دیگر کاموں کی ضرورت پر نظر رکھتے ہوئے امید کرتے ہیں۔ کہ جلد تر انگریزی پریس بھی جاری ہوجائے گا ؂

خلافت ثانیہ کے عہد کے باقاعدہ مبلّغین

یوں تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ شروع دن سے ہی یہ کوشش فرمارہے ہیں۔ کہ ہر ایک احمدی مبلغ ہو۔ اور تبلیغ اسلام اپنا فرض سمجھے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت میں تبلیغ کے متعلق خاص جوش اور سرگرمی پائی جاتی ہے اور بہت سے اصحاب اپنے دیگر اشغال کے ساتھ ساتھ تبلیغ کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ لیکن اس اہم فریضہ کی ادائگی کے لئے باقاعدہ مبلغین بھی مقرر ہیں۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں ایسے مبلغین کی تعداد دو تین سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن اب اندرون ہند ۲۳۔ اور بیرونی ممالک میں ۱۲ کل ۳۵ مبلغ کام کررہے ہیں۔ اور سال بسال اس تعداد میں اضافہ کیا جارہا ہے ؂

خلافت ثانیہ میں وصایا میں اضافہ

وصیت کی تحریک جس کے لئے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا تھا "خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دُوں۔ کہ جو لوگ ایمان لائے۔ ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دُنیا کی ملونی نہیں۔ اور وُہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وُہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے۔ کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے" ؂ اس تحریک کے ماتحت خلافت اولیٰ کے آخر تک وصیت کرنیوالوں کی تعداد صرف ۷۳۲ تھی لیکن آج خلافت ثانیہ کے ۱۴۔ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء کے عہد تک تعداد ۳۴۵۰ تک پہنچ چکی ہے

مرکزِ سلسلہ میں دینی اور دنیوی تعلیم کا انتظام

سنہ ۱۹۱۳ء میں جماعت احمدیہ کے مرکز میں دینی اور دنیوی تعلیم کا باقاعدہ انتظام۔ مدرسہ احمدیہ ہائی سکول۔ اور پرائمری تک گرلز سکول پر مشتمل تھا۔ اب سنہ ۱۹۳۱ء تک اسمیں حسب ذیل ترقی ہوچکی ہے ؂

مدرسہ احمدیہ ترقی کرکے جامعہ احمدیہ تک پہونچ چکا ہے جامعہ میں علاوہ دیگر مذہبی تعلیم کے مولوی فاضل کا امتحان پاس کرایا جاتا ہے۔ اور اسکے بعد مبلغین کلاس کا کورس شروع ہوتا ہے جو دو سال میں ختم ہوتا ہے تعلیم الاسلام ہائی سکول تعداد طلباء کے لحاظ سے ترقی پذیر ہے۔ اور جلد کالج کے درجہ تک پہونچنے کی توقع ہے ؂

گرلز سکول ہائی کے درجہ تک ہے۔ اس سال سولہ ۱۶ لڑکیاں انٹرنس کے امتحان میں شامل ہوئیں ؂

189

… سلسلوں میں خلافت و امامت کا مقام

(از جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب)

…فت اور امامت دو ایسی ہی نسبتی اصطلاحیں ہیں جیسے … رسالت۔ ایک ہی انسان نبی بھی اور رسول بھی ہوتا ہے۔ …ت کے حاصل کرنے کے اعتبار سے وہ نبی ہے۔ اور لوگوں … رف بطور پیغامبر ہونے کے وہ رسول ہے۔ اسی طرح ایک انسان اس اعتبار سے کہ وہ روحانی حکومت کا جو انبیاء کے ذریعہ قائم ہوتی ہے۔ لوگوں میں جانشین ہے۔ خلیفہ کہلاتا ہے۔ اور باعتبار اس کے کہ وہ لوگوں کا اس حکومت کی نمائندگی میں لیڈر ہوتا ہے۔ امام کہلاتا ہے۔ پس ایک ہی شخصیت اس مزدوج المعنی منصب پر کھڑی ہو کر روحانی سلسلہ کے نظام و قیام کی متولی ہوتی ہے۔ وہ خلیفہ ہے باعتبار انبیاء کی روحانی حکومت کے نمائندے اور جانشین ہونے کے۔ اور امام ہے لوگوں کا باعتبار پیشرو ہونے کے۔

اس قدر وضاحت کے بعد میں اب خلیفہ اور امام کے اس مقام کو لیتا ہوں۔ جو اسلام نظام ملت کے لئے تجویز کرتا ہے اور جس کے بغیر کوئی نظام قائم ہی نہیں رہ سکتا۔

دنیا کی حکومتیں جن کا دار و مدار اکثر جبر و اکراہ پر ہے۔ وہ بھی صدیوں کے تجربہ کے بعد آخر اس اصل الاصول تک پہنچی ہیں کہ حکومت خلافتی ہونی چاہیئے۔ ورنہ اس کا نظام ناقص اور اس کا قیام معرض خطر میں ہے۔ اور وہ خلافت کو صرف ان معنوں میں قبول کرتی ہیں کہ حکومت درحقیقت رائے عامہ کی نمائندہ اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے ان کی طرف سے متولی کار ہے۔ اس کے قوانین میں گویا لوگوں کی مشیعت کی نمائندگی کا ہونا ضروری ہے۔ اور افراد جو کہ الگ الگ اپنے حقوق کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اپنی طرف سے گویا حکومت کو اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے مجموعی حیثیت میں مختار سمجھیں۔

یہ وہ اصل ہے جس پر آج دنیا کی حکومتیں اتفاق کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ اسلام پہلے سے ہی اس جانشینی کے اصل کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اپنے نظام سیاست کے لئے جو نام تجویز کرتا ہے۔ وہ خلافت ہے۔ جس کے معنی جانشینی کے ہیں۔ اسلام اس اصل کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ لوگوں کا حق ہے۔ … سیاست کے لئے اپنا نمائندہ اور اپنا جانشین وہ خود … [illegible] … ں۔ جو اس کا … ے کے ہاتھ

میں حکومت اس کی ملکیت نہیں۔ بلکہ لوگوں کی ایک امانت ہے جو اس کو لوگوں کی طرف سے سونپی گئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ وہ اتنی بات اور زیادہ کرتا ہے۔ کہ یہ حکومت درحقیقت اس مشیت الٰہیہ کی بھی نمائندہ ہے۔ جو بنی نوع انسان کے لئے انبیاء کے ذریعے سے ظاہر ہوئی۔ یعنی یہ کہ انسان اس لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ اس کے دل پر کسی کی حکومت قائم نہ ہو۔ مگر ایک اللہ تعالیٰ کی۔ انسان کا حق نہیں۔ کہ انسان کی گردن پر سوار ہو۔ اور نہ اس کو یہ قدرت دی گئی ہے کہ اپنے جیسے انسانوں کے دلوں پر اپنی حکومت کا سکہ بٹھا سکے۔ قلب المرء بین اصبعی الرحمان۔ انسان کا دل اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ انسان کا قدم صراط مستقیم پر صحیح طور پر تب ہی اٹھتا ہے۔ جب اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم ہو۔ انسان کو دنیا کی ہر چیز پر اختیار دیا گیا ہے۔ اگر اختیار نہیں دیا گیا۔ تو انسان کے دل پر نہیں دیا گیا۔ قلب المرء بین اصبعی الرحمان۔ انسان کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا تخت گاہ بنایا ہے۔ کسی اور کو اس پر قدم رکھنے نہیں دیا۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ جس نے رکھنا چاہا۔ اس نے ظلم کیا ہے۔ اور انسان کو انسان کی حیثیت سے گرا دیا ہے۔ انسان درحقیقت اسی لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ اس پر کسی انسان کی حکومت نہ ہو۔ وہ آزاد ہو تمام انسانی قیود سے۔ صرف اپنے ایک اللہ سے دل کی وابستگی رکھتے ہوئے دنیا میں اپنی زندگی کے دن امن و سلامتی سے پورے کرے۔ یہ وہ مشیت الٰہی ہے۔ جو انبیاء کے ذریعہ انسانوں کے لئے ظاہر ہوئی اور اس مشیت الٰہی کی نمائندگی کا حق ادا کرنے والی شخصیت کا نام اسلام نے خلافت رکھا ہے۔ اور یہ وہ مقدس نمائندگی ہے۔ کہ جس کے ادا ہونے سے نہ صرف یہ کہ لوگوں کے حقوق محفوظ رہتے ہیں۔ بلکہ صفحہ ہستی سے وہ ظلم عظیم اُٹھ جاتا ہے۔ جو دنیا میں اب تک ہو رہا ہے۔ یعنی یہ کہ انسان جبر و اکراہ سے انسان کی گردن پر سوار ہے۔ اور اس نے اس کو اپنا آلہ کار بنا رکھا ہے۔

یہ مضمون وسیع ہے۔ اور بہت ہی دردناک ہے۔ اس وقت میں اس پر لکھنے نہیں بیٹھا۔ ضمناً مجھے اس کا ذکر کرنا پڑا ہے۔ تا اسلامی خلافت کا مقام اپنے اصلی خوبصورت معنوں میں نمایاں ہو۔ خلافت کو درحقیقت اسی لئے خلافت کہتے ہیں۔ کہ وہ ایک عظیم الشان مقصد الٰہی کی نمائندگی اور جانشینی ہے۔

جو انسانوں کی غایت تخلیق کے ساتھ براہ راست تعلق رکھتی ہے۔ اور اپنے پہلو میں بالطبع وہ اساسی اصل بھی لئے ہوئے ہے۔ جس کی طرف آج دنیا کی حکومتوں کی آنکھیں کچھ کچھ کھلی ہیں۔ اور جس کا ذکر میں ابتدائے مضمون میں کر چکا ہوں۔

دنیا کی حکومتوں کا زاویہ نگاہ پست ٹیڑھا اور نہایت ہی محدود دائرہ میں چکر کھا رہا ہے۔ اور اسلامی خلافت کا نقطۂ خیال نہایت ہی وسیع اور حقیقت کے ساتھ ٹکر کھاتا ہے۔ اس لئے اس کو وہ مقام تقدس حاصل ہے۔ جو دنیا کی حکومتوں کو نہیں۔ دنیا کی حکومتوں نے لوگوں کا یہ حق تسلیم کر لیا ہے۔ کہ وہ جیسے حکومت میں اپنے نمائندہ کو منتخب کر سکتے ہیں۔ ویسے ہی اس کو برطرف بھی کر سکتے ہیں۔ مگر اسلام نے جہاں حق انتخاب کو تسلیم کیا ہے۔ وہاں برطرفی کے حق کو تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ ایسا حق دینا مقام خلافت کے تقدس کے سراسر منافی ہے۔ وہ اپنی اس خلافت کو بازیچۂ اطفال نہیں بنانا چاہتا۔ خلافت گوئے چوگان کا کھیل نہیں ہے۔ کہ لوگوں کی خواہشات کا آماجگاہ بنی رہے۔ انتخاب خلافت سے پہلے پہلے لوگوں کو ہر قسم کا اختیار ہے۔ اور ان کو پوری پوری آزادی حاصل ہے۔ کہ وہ اپنے میں سے بہترین شخص کا انتخاب کریں۔ لیکن جب وہ ایک دفعہ باہمی مشورے سے انتخاب کر چکیں۔ اور معاہدۂ بیعت میں داخل ہو جائیں۔ تو پھر ان کو ہرگز حق حاصل نہیں۔ کہ وہ اس کے بعد کسی وقت اپنے اس معاہدہ سے پیچھے ہٹیں۔ نہ خلیفہ کو اختیار ہے۔ کہ جس نے ایک مقدس معاہدے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور نہ ان لوگوں کو اختیار ہے۔ جنہوں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر عہد اطاعت کی گرہ باندھی۔ معاہدہ کی یہ اس قدر پابندی کیوں؟ اس لئے کہ وہ معاہدہ نہایت ہی مقدس ہے۔ اس کے تقدس کو اسلام آنی جذبات نفس کے بھینٹ نہیں چڑھانا چاہتا۔ اور اس لئے کہ وہ انتخاب جو ایسے وقت میں کیا گیا ہے۔ کہ جب انتخاب کرنے والوں کے جذبات اپنی طبعی حالت میں ہیں۔ اور ان کے پیش نظر یہ ہے۔ کہ انہوں نے اپنے میں سے بہترین شخص کو منصب خلافت کے لئے چُننا ہے۔ تو ان کا یہ انتخاب جو طبیعتوں کے اعتدال کی حالت میں کیا گیا ہے۔ غالب یہی ہے۔ کہ ان میں سے بہترین شخص کے متعلق ہوگا۔ لیکن انتخاب کے بعد اگر اس منتخب شدہ شخصیت کے خلاف بعض طبیعتوں میں ہیجان ہے۔ تو غالب احتمال ہے۔ کہ اس ہیجان کے پیچھے نفسانی اغراض کام کر رہے ہونگے۔ عرصہ دس سال سے مجھے بحیثیت ناظر امور عامہ یا پریذیڈنٹ قادیان کے مقامی تنازعات سلجھانے کے ساتھ واسطہ رہا ہے۔ اور بسا اوقات فریقین کو اپنا حکم منتخب کرنے کا موقعہ دیا گیا ہے۔

انتخاب سے پہلے دونوں فریق حکم کی نامزدگی پر خوش نظر آتے تھے۔ مگر فیصلہ کے بعد وہی حکم طعن و تشنیع کا شکار تھا۔ میرا یہ تجربہ ان لوگوں کے درمیان ہے۔ جن کی طبیعتیں بہت کچھ سلجھی ہوئی ہیں۔ اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اگر قومی جمعیت کو نظر اعتبار سے دیکھنا ہے۔ تو درحقیقت اس کا وقت وہ ہے۔ جب ابھی انتخاب ہی نہیں ہوا۔ نہ بعد کا۔ اور اگر لوگوں نے انتخاب میں غلطی کی ہے تو اس سے زیادہ احتمال یہ ہے۔ کہ انتخاب کے بعد اُن کا منتخب شدہ خلیفہ کے برخلاف کسی قسم کا شور مچانا غلطی ہو۔ اس لئے کہ جب وہ اپنے فرائض منصبی کو عملاً ادا کر رہا ہوگا۔ تو ضرور ہے۔ کہ بعض ایسے افراد کے خلاف بھی کارروائی کرے۔ جو حدود سے باہر نکلنا چاہتا ہوں۔ اسلام خلافت کے تقدس کو طبائع کی بوقلمونیوں کا تختہ مشق بنا کر پائمال نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ افراد کے لئے گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ کہ وہ انتخاب کرنے کے بعد اس خیال کو دل میں جگہ دیں۔ کہ انہوں نے غلطی کی ہے۔ خلافت کے تقدس کو مامون و محفوظ رکھنے کیلئے احتمالات کا دروازہ ہی بند کر دیا ہے۔ بالفرض اگر لوگوں نے جبکہ ان کو پوری پوری آزادی حاصل تھی۔ کوئی غلطی کی ہے۔ تو وہ اپنی غلطی کا خمیازہ بھگتیں۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ مقام خلافت کے تقدس کو جو اہمیت اور وضاحت لوگوں کے ذہنوں میں حاصل ہونی چاہیئے۔ اس کو ان کی اپنی غلطی کی خاطر ملیامیٹ کر دیا جائے۔ اصول کو کسی صورت میں قربان نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام اس بارے میں ڈسپلن کا سخت حامی ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ جب ان کو انتخاب میں آزادی حاصل ہے۔ اور وہ نیک نیتی سے ساتھ انتخاب کرنے بیٹھے ہیں۔ تو پھر وہ غلطی کریں۔ غلطی کرنے کا احتمال کم ہے۔

یہ وہ نقطۂ نظر ہے۔ جس سے اسلام خلافت کو دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ نہ صرف لوگوں کی مشیت کی نمائندگی اور ان کی جانشینی ہے بلکہ مشیت الٰہیہ کی نمائندگی اور اس کے ان انبیاء کی جانشینی ہے۔ جو اس مشیت کو بنی نوع انسان میں پورا کرنے آئے۔ یہ خلافت ان معنوں میں ایک نہایت مقدس چیز ہے۔ اور اس اعتبار سے جب وہ قائم ہوتی ہے۔ تو لوگوں کی خواہشات سے بالا ہو کر اپنے ابدی تقدس کے مفہوم کو نمایاں رکھتی ہے۔

یہ ایک حصہ مضمون ہے۔ دوسرے حصہ مضمون (یعنی مقام امارت) پر اپنے خیالات کا اظہار پھر کسی وقت انشاء اللہ تعالےٰ کروں گا۔ وما التوفیق الا بہ۔

ضروری اطلاع برائے موصیان

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال ۳۰ اپریل ۱۹۳۱ء کو ختم ہونے والا ہے۔ اس لئے بہ وجہ نہایت ضروری ہے۔ کہ تمام موصی صاحبان اپنا اپنا چندہ وصیت و حصہ آمد تاریخ مقررہ تک ادا کر دیں۔ اور جن کی ذمہ شرط اول کا چندہ باقی ہے وہ بھی ادا کر دیں۔ تاکہ بہشتی مقبرہ کا بجٹ آمد جو سال حال کیلئے مبلغ ۱۲۰۰۰ روپیہ مقرر ہے۔ پورا ہو سکے ؛

(سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی قادیان دارالامان)

اخبار الفضل میں ناظرین کی دلچسپی کا بہترین

احباب کرام نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ الفضل میں ان کی دلچسپی اور استفادہ کے لئے روز بروز بہترین انتظام کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی گئی ہے۔ کہ خاص اور اہم مواقعہ کے لحاظ سے اخبار کے خاص نمبر شائع کئے جائیں۔ اسی تجویز کے ماتحت عید الفطر کے موقعہ پر اور پھر ۶ مارچ کی تقریب پر جو لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم الشان نشان کے پورا ہونے کی تاریخ ہے پرچے مرتب کئے گئے۔ اگرچہ یہ بالکل ابتدائی کوشش تھی۔ اور اخراجات کی مشکلات کی وجہ سے معمولی اخبار کے صفحات میں اضافہ بھی نہ کیا جا سکا۔ تاہم کئی احباب نے ان پرچوں کے متعلق پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور لکھنؤ کے موقر روزانہ اخبار "ہمت" نے عید الفطر کے موقعہ پر شائع ہونیوالے پرچہ کی بہت تعریف کی۔ اور عام مسلمانوں کیلئے بھی اسکے مضامین کو بہت مفید بتایا۔

یہ پرچہ جو احباب کرام کی ہاتھوں میں ہے۔ خلافت نمبر کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے جس میں خلافت ثانیہ کے متعلق نہایت اہم مضامین اور نظمیں درج ہیں۔ حجم بھی بڑھا دیا گیا ہے امید ہے۔ احباب کرام اسے ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہونگے اور اگر براہ مہربانی اس کے متعلق اپنی آراء سے مطلع فرمائیں۔ اور مفید مشورے دیں۔ تو انشاء اللہ آئندہ ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائے گی۔ آئندہ کے متعلق ارادہ ہے۔ خدا تعالیٰ توفیق بخشے۔ کہ اس تجویز پر عمل لانے کی کوشش کی جائے جو الفضل کا ماہوار ایڈیشن کے متعلق کی گئی تھی۔ اور جس کے مطابق دو پرچے شائع بھی کر دیئے گئے تھے۔ اس پرچہ کا حجم کم از کم ۲۰ صفحہ ہوا کریگا۔ اس کے لئے مضامین خاص طور پر مہیا کئے جائینگے عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ ٹائٹل رنگین چھاپا جائیگا اور قیمت صرف ایک آنہ ہی ہوگی۔ یہ خاص پرچہ ہر مہینہ کے پہلے سہ شنبہ کو شائع ہؤا کریگا۔

ماہ اپریل کے پرچہ میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بزرگان سلسلہ کے نہایت بیش قیمت مضامین درج کئے جائینگے احباب کرام کو اس پرچہ کی اشاعت میں پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جس قدر زائد پرچے منگا سکیں۔ ابھی سے ان کے متعلق منیجر صاحب الفضل کو لکھدیں۔ علاوہ ازیں الفضل کے مستقل خریدار پیدا کرنے کی بھی پوری کوشش کی جائے۔ کیونکہ ہفتہ میں تین بار کر دینے کی وجہ سے خرچ پہلے ہی قریباً ڈیوڑھا ہو چکا ہے۔ اور اب اس ماہواری ایڈیشن کی وجہ سے خرچ اور بھی بڑھیگا۔ جسقدر الفضل کی مالی حالت مضبوط ہوگی۔ اسیقدر اخبار کو زیادہ دلچسپ اور دلکش بنایا جائیگا۔ امید ہے۔ کہ ناظرین الفضل اپنے پرچے کی توسیع اشاعت میں ایک پرزور کوشش فرما کر ہمیں کم از کم پانسو مزید خریدار دیدینگے اور اس کے ماہوار [illegible]
پرچے اتنے طلب [illegible]

خلافت کی اہمیت خلیفۃ المسیح ثانی کی زبان مبارک سے

خلافت وحدت قومی کی جان ہے

(مارچ ۱۹۲۱ء کی تقریر)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے درس قرآن میں جس کا دور ۱۹۱۴ء میں شروع ہوا۔ یکم مارچ ۱۹۲۱ء کو جب آیت استخلاف آئی۔ تو حضور نے نہایت تفصیل کے ساتھ مسئلہ خلافت پر روشنی ڈالی۔ اور اس فتنہ کے واقعات بیان کر کے جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی ذات پر پیدا ہوا۔ ثابت کیا۔ کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ کسی انسانی منصوبہ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اس تقریر کا ایک حصہ جس میں مسئلہ خلافت کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ درج ذیل کیا جاتا ہے:

وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکننّ لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنّھم من بعد خوفھم امنًا۔ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا۔ ومن کفر بعد ذالک فاولٰٓئک ھم الفٰسقون۔

یہ آیت اس زمانہ میں بہت ہی زیر بحث ہے۔ اس میں خلافت کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ میں خلافت کے مسئلہ کے متعلق کم بولتا ہوں۔ کیونکہ طبعًا میری طبیعت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ جس مسئلہ کا اثر میری ذات پر پڑتا ہو۔ اسے میں بہت کم بیان کیا کرتا ہوں۔ ہاں جب کوئی اعتراض کرے۔ تو جواب دینے کے لئے بولنا پڑتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ خلافت کے مسئلہ کے متعلق بہت زور دیا کرتے تھے۔ کیونکہ انہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ علم دیا گیا تھا۔ کہ اس کے متعلق فتنہ ہو گا۔ اس وجہ سے لیکچروں۔ درسوں اور دعاؤں میں بہت زور دیا کرتے تھے۔

میرے نزدیک یہ مسئلہ اسلام کے ایک حصہ کی جان ہے۔ مختلف حصوں میں مذاہب کا عملی کام منقسم ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ جس حصہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ وحدت قومی ہے کوئی جماعت کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک ایک رنگ کی اس میں وحدت نہ پائی جائے۔ مسلمانوں نے قومی لحاظ سے تنزل ہی اس وقت کیا ہے۔ جب ان میں خلافت نہ رہی۔ جب خلافت نہ رہی۔ تو وحدت نہ رہی۔ اور جب وحدت نہ رہی تو ترقی رک گئی۔ اور تنزل شروع ہو گیا۔ کیونکہ خلافت کے بغیر وحدت نہیں ہو سکتی۔ اور وحدت کے بغیر ترقی نہیں ہو سکتی۔ ترقی وحدت کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔ جب ایک ایسی رسی ہوتی ہے جو کسی قوم کو باندھے ہوئے ہوتی ہے۔ تو اس قوم کے کمزور بھی طاقتوروں کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے جاتے ہیں۔ دیکھو اگر شاہ سوار کے پیچھے ایک چھوٹا لڑکا بٹھا کر باندھ دیا جائے۔ تو لڑکا بھی اسی جگہ پہنچ جائیگا۔ جہاں شاہ سوار کو پہنچنا ہو گا۔ یہی حال قوم کا ہوتا ہے۔ اگر وہ ایک رسی میں بندھی ہو۔ تو اس کے کمزور افراد بھی ساتھ دوڑے جاتے ہیں۔ لیکن جب رسی کھل جائے۔ تو گو کچھ دیر تک طاقتور دوڑتے رہتے ہیں۔ لیکن کمزور پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور آخر کار نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کئی طاقتور بھی پیچھے رہنے لگ جاتے ہیں۔ کیونکہ کئی ایسے ہوتے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ فلاں جو پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہم بھی رہ جائیں پھر ان لوگوں میں جو آگے بڑھنے کی طاقت رکھتے اور آگے بڑھتے ہیں۔ چلنے کی قابلیت نہیں رہتی۔ مگر قومی اتحاد ایسا ہوتا ہے۔ کہ ساری قوم کی قوم چٹان کی طرح مضبوط ہوتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے کمزور بھی آگے بڑھتے جاتے ہیں۔

جیسا کہ میں نے بتایا تھا۔ سورۂ نور میں اسلام کی اور انسان کی روحانی ترقیات کے ذرائع کا ذکر ہے۔ ان ذرائع میں سے بعض کا تو پہلے ذکر آ چکا ہے۔ اور ایک ذریعہ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ وعدہ فرمایا ہے اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح کئے (اور یہ وعدہ معمولی نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ اپنی ذات کی قسم کھا کر فرماتا ہے) کہ ان کو ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا۔ اس زمین میں جیسا کہ اس نے خلیفہ بنایا تم سے پہلوں کو۔

اس میں یہ بتایا ہے۔ کہ خدا نے مومنوں سے یہ وعدہ کیا ہے۔ آگے اس وعدہ کی خصوصیات بیان فرماتا ہے۔ ولیمکننّ لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم۔ وہ ضرور قائم کر دیگا۔ ثابت کر دیگا ان کے لئے ان کے دین کو جو ان کے لئے پسند کیا گیا۔

یہ ایک سلوک ہے۔ دوسرا سلوک ان سے یہ کریگا۔ کہ:- ولیبدلنّھم من بعد خوفھم امنًا۔ اور خوف کے بعد امن سے ان کی حالت بدل دیگا۔

اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ فرماتا ہے یہ کہ:- یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا۔ وہ میری عبادت کرینگے۔ اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرینگے۔

آگے فرماتا ہے۔ یہ تمہارے لئے اتنا بڑا انعام ہے۔ کہ ومن کفر بعد ذالک فاولٰٓئک ھم الفٰسقون۔ جو اس کی قدر نہ کریگا۔ وہ ہمارے دفتر سے کاٹ دیا جائیگا۔

یہ اس قدر سخت وعید ہے۔ کہ پچھلے کسی وعدہ کی نا قدری کے متعلق ایسی وعید نہیں رکھی گئی۔

اِس زمانہ میں بدقسمتی سے بعض لوگوں نے خلافت سے اختلاف کیا ہے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ خلافت کا سلسلہ حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔ حالانکہ یہاں اللہ تعالےٰ نے جتنا زور دیا ہے۔ مذہب پر ہی دیا ہے۔ وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم ایک بات۔ و عملوا الصّٰلحٰت دوسری بات۔ ولیمکننّ لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم تیسری بات۔ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا چوتھی بات۔ ومن کفر بعد ذالک فاولٰٓئک ھم الفٰسقون۔ پانچویں بات۔ یہ پانچوں باتیں تو صاف طور پر دین سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور تمکین دین کے ساتھ امن کا آنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس سے بھی دینی امن ہی مراد ہے۔ اس طرح اس آیت میں تمام کا تمام دین کا ذکر ہے۔ اور اس کے آگے بھی خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ واقیموا الصّلٰوۃ واٰتوا الزکٰوۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون۔ یہ بھی دین ہی کے احکام ہیں۔ پس یہاں دین ہی دین کا ذکر ہے۔ ورنہ اگر یہاں یہ سمجھا جائے۔ کہ سلطنت کا ذکر ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ روحانی ترقیات کے ذرائع بتانے کے سلسلہ میں سلطنت کا ذکر کیا تعلق رکھتا ہے۔ سلطنت تو کافر اور بدکار لوگ بھی قائم کر لیتے ہیں۔

اصل اور سچی بات یہی ہے۔ کہ خلافت جو روحانی ترقیات کا ایک عظیم الشان ذریعہ ہے۔ اسی کا یہاں ذکر ہے سلطنت کا نہیں ہے۔ اس خلافت سے مراد خواہ خلافت ماموریت لے لو یا خلافت نیابت ماموریت لے لو۔ بہرحال روحانی خلافت کا ہی یہاں ذکر ہے۔ یہ دونوں قسم کی خلافت روحانیت کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ خلافت ماموریت تو اس طرح کہ اس کے ذریعہ ایک انسان خدا سے نور پا کر دوسروں کو منور کرتا ہے۔ اور خلافت نیابت ماموریت اس طرح کہ اس انتظام اور نگرانی

سے کمزوروں کی بھی حفاظت ہوتی جاتی ہے۔ پس ان دونوں قسم کی خلافتوں میں برکات ہیں۔ اور دونوں روحانی ترقیات کا باعث ہیں۔ اور دونوں کے بغیر روحانیت مفقود ہو جاتی ہے۔ چنانچہ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جب خلافت کا سلسلہ ٹوٹا۔ تو پھر اسلام کو کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوئی لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو خلافتیں تھیں انہیں عظیم الشان تغیر ہوئے۔ قوموں کی قومیں اسلام میں داخل ہو گئیں۔ اور اسلام بڑی سرعت کے ساتھ پھیل گیا۔ لیکن جب روحانی خلافت کا سلسلہ نہ رہا۔ تو اسلام کی ترقی بھی رک گئی۔ یا پھر ان لوگوں کے ذریعہ کسی قدر ترقی ہوئی جو خدا سے الہام اور وحی پاکر اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہوتے تو روحانی خلافت کے بغیر اسلام کو کوئی ترقی نہ ہوئی۔ بلکہ تنزل ہوتا رہا۔

آج بھی لوگ خلافت کا شور ڈال رہے ہیں۔ اور خدا کی قدرت ہے۔ چند ہی سال پہلے جو لوگ ہم پر اس وجہ سے شرک کا الزام لگاتے تھے۔ کہ ہم خلافت کے قائل ہیں۔ اور کہتے تھے۔ کہ خلافت کے مٹانے کا وقت آگیا ہے۔ چنانچہ وہی ٹریکٹ جو "اظہار الحق" کے نام سے شائع کیا گیا۔ اس کے مضمون کی بنیاد ہی اسی امر پر رکھی گئی تھی۔ کہ ہر ایک مامور کسی خاص کام کے لئے آتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اس زمانہ میں اسی لئے آئے کہ ہر قسم کی شخصی حکومت مٹا کر جمہوری حکومت قائم کریں۔ یہ ٹریکٹ لاہور سے انہی لوگوں کی مرضی اور منشاء کے ماتحت شائع ہوا تھا۔ آج وہی کہتے ہیں۔ کہ خلافت ٹرکی ضرور قائم رہنی چاہیئے۔ اور یہ مسلمانوں کا مذہبی مسئلہ ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے۔ جس سے اس میں دست اندازی سمجھی جائے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان لوگوں کو مجبور کر کے ان کے مونہوں سے وہی باتیں نکلوائی ہیں۔ جن کی بناء پر ہم سے اختلاف کر کے علیحدہ ہوئے تھے۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ ان کے علیحدہ ہونے کی وجہ دنیاوی اغراض ہی تھیں۔ دینی نہ تھیں۔ کیونکہ اسوقت جب انہوں نے خلافت کے مسئلہ کو اپنی اغراض کے خلاف دیکھا تو اس کے مٹانے کے درپے ہو گئے۔ اور اب عام مسلمانوں کو جب خلافت پر زور دیتے دیکھا۔ تو ان کی ہمدردی حاصل کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے خلافت کو دینی مسئلہ بنا لیا۔ ان کے مقابلہ میں ہمیں دیکھا جائے۔ تو صاف ظاہر ہوگا۔ کہ جو کچھ ہم نے پہلے خلافت کے متعلق کہا تھا۔ اب بھی اسی پر قائم ہیں۔ اور ایک انچ اس سے آگے پیچھے نہیں ہوئے۔

خلافت اسلام کے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے۔ اور اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے۔ اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کریگا۔ اور ہمیشہ خدا تعالیٰ خلفاء مقرر کرتا رہا ہے۔ اور آئندہ بھی خدا تعالےٰ ہی خلفاء مقرر کریگا۔ یہی ہماری جماعت میں جو خلافت کے متعلق جھگڑا ہوا۔ وہ لوگ جنہوں نے اسوقت کے حالات دیکھے وہ جانتے ہیں۔ کہ کتنا بڑا فتنہ بپا ہوا تھا۔ اب تو کہا جاتا ہے۔ کہ منصوبہ کیا ہوا تھا۔ اس

۱۴ مارچ کی یاد

آج جمعہ کا دن ہے۔ اور ۱۳ مارچ سترہ سال پیشتر بھی ۱۳ مارچ جمعہ کا دن تھا۔ جب میں سیدنا مرزا محمود احمد صاحب (خلیفہ ثانی مسیح موعود) کا خطبہ نوٹ کر رہا تھا۔ اس میں دعا کی تاکید تھی۔ اور دعا ہی کو تمام مشکلات کی حل کرنے والی بتایا گیا۔ جمعہ کی نماز کے بعد جب ہم باہر نکلے۔ تو یہ خبر وحشت اثر پہنچی۔ کہ حضرت خلیفہ اول علامہ نورالدین رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا۔ دیوانہ وار ہم لوگ عجب پریشانی اور سراسیمگی کے عالم میں نواب صاحب کی کوٹھی کی جانب دوڑے۔ اور وہاں جاکر اس مقدس وجود کو اپنے سے ہمیشہ کے لئے جدا ہونے والا پایا۔ کلیجے مسوس کر رہ گئے۔ شام کو میں واپس اپنے مکان پر آگیا۔ ۱۴ مارچ صبح کی اذان کے قریب ایک دوست نے آواز دی۔ باہر نکلا۔ تو کہنے لگے۔ غضب ہوگیا مولوی محمد علی صاحب نے ایک ٹریکٹ خفیہ جماعت میں شائع کیا ہے۔ جس میں آئندہ خلافت کا انکار درج ہے۔ ہم لوگ باہر کوٹھی گئے۔ جو کچھ ہوا۔ اس کا بہت سا حصہ اخباروں میں آچکا۔ اور کچھ اس وقت میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ کسی ضرورت یا فرصت کے وقت بیان کرونگا۔ سردست دو تین باتیں لکھتا ہوں۔

ایک تو مجھے مرزا یعقوب بیگ صاحب کی تقریر کا یہ فقرہ یاد کر کے ہنسی بھی آجایا کرتی ہے۔ اور رنج و افسوس بھی۔ جو یہ تھا کہ بھائیو دو چار روز ٹھہر جاؤ۔ خلیفہ آپ کو بنا دیا جائیگا۔ جن لوگوں نے حضرت خلیفہ اولؓ کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہے۔ ان کو آنجناب کے دو تین فقرے تو اب تک حفظ ہیں۔ ایک منافقین کے بارے میں یہ کہنا۔ کہ "ان میں تاب مقابلہ ہوتی ہے۔ نہ قوت فیصلہ"۔ دوم یہ کہ "میں نہ تمہارے سلاموں کا خواستگار ہوں نہ تمہارے پیسوں کا محتاج"۔ سوم یہ کہ "خلیفے خدا ہی بناتا ہے"۔ تعجب ہے۔ کہ مرزا ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب نے کس زبان سے یہ کہہ دیا۔ کہ ہم خلیفہ بنا دیں گے۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ ان لوگوں نے لاہور میں کئی خلیفے بنائے۔ مگر خلق خدا نے دیکھ لیا۔ کہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفے اور چند لوگوں کے خانہ ساز خلیفے میں کیا فرق ہوتا ہے۔

جب حضرت خلیفہ ثانی نے ایک تقریر فرمائی۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے بھی ایک تقریر فرمائی۔ اور اس کے بعد دعا ہوئی۔ تو میں ایک ایسے عالم میں چلا گیا۔ جو کئی منٹوں تک مجھے محسوس ہی نہ ہو سکا۔ کہ مجلس برخاست ہو چکی ہے۔ اور لوگ مسجد نور سے باہر نکل چکے ہیں۔ جب میں سنبھلا اور باہر نکلا۔ تو میاں عبداللہ صاحب چغتائی گجراتی مہاجر نے میرے دائیں کندھے پر ہاتھ رکھ کر مجھے اپنی جانب متوجہ کیا۔ اور پوچھا۔ کہ ہم سے کیوں بیعت نہیں لی جاتی میں نے کہا۔ فیصلہ ہو لے۔ انہوں نے اپنی پنجابی زبان میں اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ دیکھو۔ نشارہ تو ہو چکیا اے۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ دس بارہ سو آدمیوں کا جم غفیر جا رہا ہے۔ اور آگے آگے سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود ہیں۔ بائیں طرف مولوی محمد علی اپنے ایک رفیق کے ساتھ دوسری طرف اکیلے جا رہے ہیں۔ گویا مہاجر مرحوم نے مجھے بتایا۔ کہ مہاجرین و انصار کا رجحان ظاہر ہے۔ اور امام اور اس کا جذب نمایاں ہے۔

خیر اس وقت نہ میں نے اپنی زبان سے کچھ کہا نہ اس مرحوم نے آنکھ نے جو کچھ دیکھا۔ دل نے اس کی تصدیق کی۔ نماز عصر کے بعد جب حضرت خلیفہ اولؓ کی وصیت پڑھی گئی۔ تو لوگ اس کے بعد پکار اٹھے۔ "میاں صاحب" "میاں صاحب"۔ اور جب مجھے کئی منٹوں تک کوئی جواب دینے والا نہ معلوم ہوا۔ تو میں جو دور بیٹھا تھا۔ گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا۔ اور دیکھنا چاہا۔ کہ "میاں صاحب" کہاں ہیں۔ اور کیا ہو رہا ہے۔ روئے انور پر میری نظر پڑی۔ موجودہ حالات کے رو سے غالباً میں بے ادبی تو نہیں کر رہا۔ اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ آپ چاہتے ہیں۔ کہ کوئی راہ ملے یا زمین میں کوئی جگہ نکل آئے۔ تو تقاضا کرنے والی خلقت سے پوشیدہ ہو جاؤں۔ لیکن آخر خدا تعالےٰ جس کو کھڑا کرتا ہے۔ اسے روح القدس سے معمور کر دیتا ہے۔ آپ کو حوصلہ ہوا اور آپ نے ہاتھ بڑھایا۔ اور بیعت لی۔ بیعت میں ایک اقرار یہ تھا۔ کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین مانوں گا۔ سنتے ہی میرے دل میں آیا۔ کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن بعد میں جو واقعات پیش آئے۔ ان سے مجھے یقین ہو گیا۔ کہ یہ اقرار نہایت ہی ضروری تھا۔ یقیناً کوئی شخص فوری طور پر تو کجا۔ سوچ کر بھی ایسے الفاظ نہیں بنا سکتا۔ یہ القاء الہٰی تھا۔ آپ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ میری بیعت کی جائے گی۔ چنانچہ اس وقت آپ کو بیعت کے وہ الفاظ بھی نہ آتے تھے۔ جو بیعت کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ اس کے لئے مولانا محمد سرور شاہ صاحب کی امداد کی ضرورت پیش آئی۔

صرف یہی فقرہ نہیں۔ باقی جس قدر بھی اقرار لئے ہیں۔ واقعات بتا رہے ہیں۔ کہ اس زمانے میں انہی کی ضرورت تھی۔ آپ نے اپنے پیرووں سے عہد لیا۔ کہ تبلیغ اسلام میں حتی الوسع کوشاں رہوں گا۔ چنانچہ یہی آپ کا نصب العین ہے۔ آپ نے ایک تقریر فرمائی۔ جس کے ایک فقرے پر میرے آنسو نکل آئے تھے۔ انہی الفاظ پر یہ مختصر نوٹ ختم کرتا ہوں۔

"میں انسان ہوں۔ اور کمزور انسان ہوں۔ مجھ سے کمزوریاں ہونگی۔ تو تم چشم پوشی کرنا۔ تم سے غلطیاں ہوں گی۔ تو میں چشم پوشی کروں گا۔ اور میرا تمہارا متحد کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض و غایت کو عملی رنگ میں پیدا کرنا ہے"

(حضرت مسیح موعودؑ کا ادنےٰ غلام اکمل عفا اللہ عنہ)

انتخاب خلافت اور خدا کا زبردست نشان

خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے

(از جناب مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل)

ضرورت مرکز

اقوام عالم کی شیرازہ بندی اور ان میں یکجہتی پیدا کرنے کیلئے جو چیز سب سے ضروری ہے۔ وہ وحدت مرکزی ہے۔ مقامات میں سے بھی معین طور پر مرکزی مقام ضروری ہے۔ اور افراد میں سے بھی مرکزی انسان کا تقرر نظام عمل کی بنیاد ہے۔ جن جماعتوں نے اس راز کو سمجھا وہی دنیا میں مظفر و منصور ہوئیں۔ مذہبی نقطہ نظر سے بھی اس اتحاد کو اساسی دین قرار دیا گیا ہے اور اسی کے ماتحت یہ ضروری قرار دیا ہے کہ ایک معین وقت پر کافہ عالم کے مسلم بام القریٰ میں جمع ہوں۔ اور کعبۃ اللہ الحرام کو تمام نماز پڑھنے والوں کا قبلہ مقرر کرنے میں یہی اتحاد جہت پیدا کرنا مطلوب ہے

سلسلہ خلافت

کسی مقدس مقام کا مرجع عام و خاص ہونا نہایت مفید ہے۔ لیکن جب تک اس کی تکمیل کے لئے نظام خلافت نہ ہو۔ وہ اجتماع بھی حقیقی ثمرات پیدا نہیں کرسکتا۔ اسی لئے رب السموٰت نے مسلمانوں کی بہبودی اور ان کی ترقی کے لئے سلسلہ خلافت کو از بس ضروری قرار دیکر فرمایا ہے وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم (الآیہ) میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اگر تم مومن اور نیکوکار ہوگے۔ تو میں تم میں خلفاء قائم کردوں گا۔ اور یہ امر تمہارے دین کی تقویت اور مضبوطی کا موجب ہوگا۔ گویا یہ بتادیا۔ کہ اسلام کی روحانی وجسمانی ترقیات میں خلافت کا وجود جزو غالب کا حکم رکھتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اور وہی لوگ اس وعدہ الٰہی کے وارث سمجھے جائیں گے جو ایمان اور عمل صالح کے پابند ہوں گے۔ اور جو اس عظیم الشان اور بابرکت رحمت الٰہی سے منکر ہوں۔ اس نعمت کے ناشکر گزار ہوں۔ وہ یقیناً فاسق ہوں گے۔

خلافت کا انتخاب مشیت ایزدی سے ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسالت اور نبوت کو اپنی نعمت اور اپنا احسان بتلایا ہے۔ خلافت چونکہ اس نبوت کا پرتو ہوتی ہے اس لئے اس کے نعمت الٰہی ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جس طرح انتخاب نبوت محض مشیت ایزدی کے ماتحت ہوتا ہے۔ اسی طرح خلافت کے منصب پر بھی وہی سرفراز کئے جاتے ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ خلیفہ بناتا ہے۔ اور متذکرہ صدر آیت میں اسی امر کا وضاحت ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی یہ بتا کر کہ مسلمانوں کی دینی و دنیاوی بہتری کے لئے خلافت کا سلسلہ ایک آسمانی انعام ہے۔ اور یہ دین قویم کی تمکنت اور استحکام کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ فرمایا ہے۔ کہ خلفاء کا تقرر خدا کے ارادہ پر مبنی ہے۔

عقلی طور پر بھی یہ بات ضروری ہے۔ کہ انبیاء کے بعد جو سلسلہ خلافت جاری ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت اور اس کی مشیت کے ماتحت ہو۔ کیونکہ نبی اپنی شبانہ روز قربانیوں۔ جانگداز جفاکشی۔ اور غیر معمولی محنت سے ایک پاکیزہ جماعت تیار کرتا ہے۔ وہ اپنی کشت دین کو اپنے خون سے سینچتا ہے۔ اس کا بویا ہوا بیج ابھی نازک حالت میں ہوتا ہے کہ وہ اس جہان سے چل دیتا ہے۔ اب اگر خداوند تعالیٰ اس جماعت کا نگران اور متولی نہ ہو۔ تو اس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہوں گے۔ کہ وہ خود اس مقدس نبی کی محنت کو برباد ہونے دیتا ہے۔ اور اس کے لگائے ہوئے پودوں کو خزاں کی باد سموم کے سپرد کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ گمان غلط۔ باطل اور محض دھوکہ ہے وہ اپنے نبیوں کے ایثار۔ ان کی قربانی کو ضائع نہیں کرتا۔ اس لئے عقلاً بھی ضروری ہوا۔ کہ وہ انکی وفات پر ان کی جماعت کو سنبھالنے کے لئے قدرت کا زبردست ہاتھ ظاہر کرے۔ اور شکستہ دلوں اور لرزتے ہوئے ہاتھوں کو قوت بخشے چنانچہ وہ ہمیشہ سے ایسا ہی کرتا آیا ہے۔ اور ہر نبی کی وفات کے بعد اس نے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہی خلیفہ بناتا ہے۔ اور وہی اس سلسلہ کا محافظ و نگہبان ہے۔

قیام خلافت

حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت آسمانی خلافت تھی۔ ملائک تک کی چون و چرا اس میں رخنہ انداز نہ ہوسکی۔ یوشع بن نون حضرت موسیٰ کا برحق خلیفہ تھا۔ اس لئے اس کے مخالفوں کو آخر زک اٹھانی پڑی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ خدا کے رب سے بڑے نبی کا خلیفہ تھا۔ اس کی خلافت انصار یا مہاجرین کی مدد کی شرمندہ احسان نہ تھی۔ خدا نے ہی اس کو خلیفہ بنایا تھا۔ اس لئے وہی غالب آیا اور اندرونی و بیرونی دشمن آسمانی لعنت کے مستحق ٹھہرے۔ ہمارے اس زمانہ میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے وصال پر نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ نے اس مقام پر سرفراز فرمایا۔ منافقوں کو سلسلہ کی ترقی اور اس کا استحکام ناپسند تھا۔ انہوں نے ہرچند کوشش کی کہ نظام خلافت کو اڑا دیا جائے۔ اور ہمیں تخریب احمدیت کے لئے من مانی کارروائیوں کا موقعہ مل سکے۔ لیکن وہ خدا جس نے اپنے پیارے بندے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا۔ ہر موقعہ پر ان کو ناکام کرتا رہا۔ اور وہ ھمّوا بما لم ینالوا کے مصداق بن گئے۔ بالآخر ان کے ارادوں کو بھانپ کر خلیفہ برحق حضرت نور الدین رضی اللہ عنہ نے مرض الموت کی حالت میں فرمایا

"خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے۔ میرے بعد بھی اللہ ہی بناے گا۔"

(ڈائری مندرجہ پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

ایک سچے احمدی کے لئے ان الفاظ میں قدرت کا ازلی راز نظر آتا ہے۔ اور یقیناً اس مقدس خلیفہ نے آئندہ ہونے والے واقعات کو دیکھ کر ہی منشاء الٰہی سے یہ فرمایا تھا۔

خلافت ثانیہ کا قیام

آخر ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کا دن آگیا۔ اور نور الدین سا کوہ وقار اپنے فرض سے سبکدوش ہوکر اپنے محبوب آقا کے پہلو میں جا سویا۔ احمدی جماعت کے لئے یہ دن بہت صبر آزما دن تھا۔ سلسلہ کے معاند خوش تھے۔ کہ آج سلسلہ احمدیہ کا خاتمہ ہے۔ اب اس جماعت کو منظم کرنے والا وجود کوئی نہیں۔ بانی سلسلہ کی وفات پر نور الدین نے جماعت کو سنبھال لیا تھا۔ اور اب یہ سلسلہ آج بھی مٹا۔ اور کل بھی۔ منافقوں نے اس موقعہ کو غنیمت جان کر خلافت کے خلاف پورا زور لگایا۔ اور ہر ممکن کوشش کی کہ خلیفہ نہ بن سکے۔ لیکن وہ خدا جو ہمیشہ سے مومنوں اور منافقوں میں تمیز کرتا آیا ہے۔ اور دشمنوں کی امیدوں پر بجلی گراتا آیا ہے۔ اس نے اس دن بھی اپنے چمکتے ہوئے نشان کو ظاہر کیا اور ایک مرتبہ پھر ثابت کردیا۔ کہ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے۔ اور وہی خلیفہ بناتا ہے۔ چنانچہ یہ سعادت الٰہی اور آسمانی امانت اس کے بندے حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کے حصہ میں آئی۔ یہ مقدس انسان اپنے تقویٰ اور نیکوکاری میں فرد واحد تھا۔

مولوی محمد علی صاحب کی شہادت

چنانچہ مولوی محمد علی صاحب "امیر غیر مبائعین" بھی آپ کے متعلق لکھ چکے تھے۔ " اس وقت صاحبزادہ کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہے اور تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ تو اعلیٰ تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال ان کے دلوں میں ہوگا۔ مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اوپر کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہورہا ہے۔ ایک خارق عادت بات ہے۔ - - - - - - - - اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں۔ اس بات کا جواب دیں۔ کہ اگر یہ افترا ہے۔ تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا۔ کہ گندہ ہوتا۔ نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی۔ اگر ایک انسان افترا کرتا ہے تو اگرچہ وہ باہر کے لوگوں سے اس افترا کو چھپا بھی لے۔ مگر اپنے ہی بچوں سے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں چھپا نہیں سکتا۔ وہ انکی

ہر ایک حرکت اور سکون کو دیکھتے ہیں۔ ہر ایک گفتگو کو سنتے ہیں۔ ہر موقع پر اس کے خیالات کو ظاہر ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ پس اگر افترا ہو۔ تو ضرور ہے کہ وہ افترا کسی نہ کسی وقت اس کے اپنے بچوں اور بیوی پر ظاہر ہو جائے۔ اے بدقسمت لوگو! غور کرو۔ کہ کیا مفتری کی اولاد جو اس کے افترا کے زمانہ میں پیدا ہو۔ اور افترا کے زمانہ میں پرورش پائے ایسی ہوا کرتی ہے؟ کیا تمہارے دل انسانی دل نہیں۔ جو ان باتوں کو سمجھ سکتے۔ اور ان سچے خیالات کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ کیوں تمہاری سمجھیں الٹی ہو گئی ہیں۔ غور کرو کہ کس کی تعلیم و تربیت کا یہ پھل ہے۔ وہ کاذب ہو سکتا ہے؟ اگر وہ کاذب ہے۔ تو پھر دنیا میں صادق کا کیا نشان ہے؟

(ریویو آف ریلیجنز اردو جلد ۵ نمبر ۳ بابت ماہ مارچ ۱۹۰۶ء)

بڑے چھوٹے بن گئے

مولوی محمد علی صاحب کی یہ گواہی جو حضرت محمود احمد ایدہ اللہ کی پاکبازی۔ بلند خیالی۔ اسلام کے لئے درد اور جوش پر بیّن گواہ ہے ماہ مارچ میں ادا ہوئی۔ اور اسی مہینہ میں آپ کے تقویٰ اور پارسائی کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اس کو نوازا۔ بے شک وہ علوم ظاہری میں منتہی نہ تھا وہ عمر رسیدہ اور دنیاوی تجربہ نہ رکھتا تھا۔ اس لئے ظاہر بین نگاہیں اس انتخاب پر حیران ہو گئیں — وہ بڑے جن کے مقدر میں چھوٹے بننا مقدر تھا اس کو معمولی انسان کہہ کر اس سے الگ ہو گئے۔ اور اس سے برسر پیکار ہو گئے۔ یہ انتخاب کیوں ہوا؟ محض اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے۔ اور جس کو وہ خلیفہ بناتا ہے۔ اور اس مسند پر جس کو بٹھاتا ہے۔ اس کو اپنی تائید و نصرت سے عزت بخشتا ہے۔ اسی عزت کہ پھر فرشتے بھی اس کی اطاعت کے لئے مامور ہوتے ہیں

خلافت ثانیہ کے کارہائے نمایاں

خلافت ثانیہ اپنے گوناگوں کارہائے نمایاں کیلئے ممتاز ہے۔ اور ممتاز رہے گی۔ علمی و تبلیغی ترقیات۔ سلسلہ کا عظیم الشان وقار نظام سلسلہ کی محکم ترین بنیاد وغیرہ اس کی خصوصیات ہیں۔ لیکن میں اس شذرہ میں قارئین کرام کی توجہ زیادہ تر اس خدائی فعل کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں۔ جو اس مضمون کا عنوان ہے۔ یعنی خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دور خلافت میں غیر احمدیوں اور غیر مبایعین کے لئے بہت بڑا سبق دیا ہے۔ حضرت نور الدین رضی اللہ عنہ کے وقت میں لوگ کہہ سکتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ وہ بہت بڑے پایہ کے عالم تھے۔ مشہور آدمی تھے۔ اس لئے جماعت نے ان کی اطاعت کی۔ لیکن اس خلافت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دنیا جانتی ہے بلکہ اوائل میں ہم پر یہ طنز کرتی تھی۔ کہ حضرت محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز علوم متعارفہ میں منتہی نہیں۔ اور ابھی نوجوان ہیں۔ یہ باتیں سچ تھیں۔ لیکن واقعات نے بتا دیا۔ کہ وہ روح القدس سے موید تھا۔ اور ہے۔ اور یہ وہ مقام ہے۔ جہاں دنیاوی علوم محض بیکار ہو جاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جماعت کے لوگ اس خلیفہ برحق پر بھی جان و دل سے نثار ہیں۔ اور اطاعت کا وہ رنگ رکھتے ہیں۔ کہ دنیا انگشت بدنداں ہے۔ جماعت میں بڑے

بڑے کہلانے والے مولوی محمد علی۔ خواجہ کمال الدین وغیرہ الگ ہو گئے انہوں نے علیحدہ جماعت بنانی چاہی۔ مگر آج سترہ برس گذر جانے پر بھی کیا حال ہے۔ مولوی محمد علی صاحب خود لکھتے ہیں۔ "مجھے اب بھی اقرار ہے۔ کہ ہماری تعداد قادیان کی جماعت کے بالمقابل بہت قلیل ہے"۔

(پیغام صلح ۱۱ دسمبر ۱۹۳۰ء)

خدا تعالیٰ نے اپنے فعل سے ثابت کر دیا۔ کہ میں نے ہی اسے خلیفہ بنایا ہے۔ اور میں ہی اس کو ترقیات دوں گا۔ اور اس کی قبولیت کو مومنین کے دلوں میں قائم کروں گا۔ وہ مسیح پاک علیہ السلام کا حسن و احسان میں نظیر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو علاوہ دیگر نصرتوں کے خصوصیت سے معارف الٰہیہ اور حقائق قرآنیہ سے ممتاز فرمایا۔ وہ خدا کے ہاتھ سے پاک کیا گیا۔ اس لئے اس پر قرآنی خزانوں کو کھول دیا گیا۔ اور دنیا بھر میں کوئی شخص اس کے بالمقابل خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو کر قرآن دانی میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ کر سکیگا۔ غیر احمدی اس کھلے چیلنج پر مبہوت ہیں۔ مولوی ثناء اللہ ایسا خود پسندی کا دعویدار بھی اس میدان سے گریز کرتا ہے۔ اور مولوی محمد علی ایسے بزعم خود مفسر کو اس تحدّی کے مقابلہ کی جرأت نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ خدا ان کے ساتھ نہیں۔ اور وہ ان تائیدات کو اپنے ساتھ نہیں پاتے۔ جو ایک مقبول بارگاہ کے ساتھ ضروری ہیں۔ اور وہ باتیں حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو حاصل ہیں۔ یہ سب کچھ اسی لئے ہوا۔ تا خدا تعالیٰ یہ ثابت کرے۔ کہ خلیفہ خدا تعالیٰ بناتا ہے۔ اور جس کو وہ خلیفہ بناتا ہے۔ وہ اس کا حامی و ناصر ہوتا ہے۔ اور کوئی نہیں۔ جو اس چادر کو اس سے چھین سکے۔ اس آسمانی وعدہ کے ظہور کے مختلف ایام گذرے ہیں۔ اور ہمارے زمانہ میں اس کا اعلیٰ ترین ظہور ۱۴ مارچ کو ہوا۔ اس لئے اس دن کی یادگار کو تازہ کرنا ہمارا فرض ہے۔ تا آئندہ نسلوں پر واضح رہے۔ کہ خلافت بہت بڑی نعمت ہے۔ اور خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے۔

ضرورت ہے

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے لئے ایک نارمل پاس ٹیچر کی جو محنتی اور اپنے کام میں ہوشیار۔ اور کم از کم دو سال کا تعلیمی تجربہ رکھتا ہو۔ خواہشمند بہت جلد اپنی اپنی درخواست مع نقول اسناد و سارٹیفیکیٹ میرے نام پر بھجوا دیں۔ درخواست کنندہ کو چاہیئے کہ احمدیت و چال چلن۔ مقامی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ یا سیکرٹری تعلیم و تربیت کی تصدیق کیساتھ بھیج دیں۔ جملہ امیدواران ۲۸۔ ۲۹ مارچ کو روبرو ممبران کمیشن بمقام قادیان پیش ہوں۔

المشتہر

نعمت خان ڈسٹرکٹ جج دہلی پریذیڈنٹ کمیشن معائنہ کنندہ

(دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان)

احباب کرام سے ضروری گذارش

خلافت نمبر کی تیاری اور طباعت ایسے تنگ وقت میں ہوئی۔ کہ پہلے اطلاع نہیں دی جا سکی جن جماعتوں نے خاتم النبیین نمبر منگوایا تھا۔ ان کو انکے گذشتہ ریکارڈ پر نظر کرتے ہوئے خلافت نمبر کے زائد پرچے بھیجے جا رہے ہیں مہربانی فرما کر جماعت کے باہمت معتمدین و سکرٹریان تبلیغ ان پرچوں کو اپنی اپنی جماعت میں ایک آنہ فی پرچہ کے حساب فروخت کر کے قیمت بہت جلد براہ راست یا اپنے اپنے چندوں کے ساتھ بذریعہ محاسب صدر انجمن احمدیہ ادا فرمائیں اور چونکہ ہر مہینے کے پہلے سہ شنبہ کو ایک الفضل کا خاص نمبر نکلا کرے گا۔ اس لئے آئندہ کیلئے مستقل آرڈر بھجوا دیں۔ کہ کسقدر زائد پرچے آپکی جماعت کو مطلوب ہونگے حضرت خلیفۃ المسیح نے خطبات میں تبلیغ پر خاص زور دینے کا ارشاد فرمایا ہے اپنے اپنے رشتہ داروں کو الفضل کا یہ خلافت نمبر اور ماہ اپریل میں شایع ہونے والا صداقت نمبر جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تصدیق مدلّل بدلائل عقلیہ و نقلیہ ہوگی) ہدیۃً بھجوایئے اور فرض تبلیغ ادا کیجئے۔ ایک آنہ کوئی بڑی بات نہیں۔ ہم محض تبلیغ کیلئے ۲۰ صفحے کا اخبار لاگت سے کم قیمت یعنی صرف ایک آنے میں دے رہے ہیں امید ہے۔ اس بارے میں الگ بذریعہ چٹھی کچھ لکھنے کی ہمیں ضرورت نہ ہوگی۔ چونکہ یہ پرچے معمول سے زیادہ تعداد میں شایع ہوا کریں گے۔ اس لئے مشتہرین کے لئے بھی ان ایڈیشنوں سے خاص فائدہ اٹھانے کا موقعہ ہے۔ اجرت اشتہار معمولی ہی رہیگی۔ احباب یہ امر نوٹ کرلیں۔ کوئی کمیشن فروخت نہیں دیا جا سکے گا۔ محصول ڈاک بھی ہم نے اپنے ذمہ لے لیا ہے

(منیجر الفضل)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— ۹ مارچ کو نیو دہلی میں مولانا شوکت علی نے وائسرائے سے کئی گھنٹہ تک طویل ملاقات کی۔ اس کے بعد کونسل ہال میں تشریف لے گئے۔ اور مسلم ممبران سے گفتگو کرتے رہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا۔ مجھے امید ہے ہندو مسلم اتحاد عنقریب ہو جائیگا۔

—— بمبئی کانگرس کمیٹی نے مردوں کی جگہ عورتوں کو پکٹنگ پر لگایا ہے۔ کیونکہ مردوں کے متعلق خیال کیا گیا ہے۔ کہ وہ پر امن پکٹنگ نہ کر سکیں گے۔ اور گاندھی اروِن مفاہمت کی خلاف ورزی ہوگی ؛

—— ۹ مارچ کو گاندھی جی اپنے وطن احمد آباد پہنچے۔ جہاں آپ کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا۔ آپ نے آشرم میں جانے سے انکار کر دیا اور ایک کروڑپتی سیٹھ کے ہاں رہائش اختیار کی ؛

—— ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر ہند نے دار العوام میں کہا۔ ابھی تک آفریدیوں کے ساتھ کوئی تصفیہ نہیں ہوا۔ سڑکوں کی تعمیر بلا مزاحمت جاری ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ گاندھی جی نے شرائط صلح میں ان کا نام تک نہیں لیا۔ جو محض کانگریسی اشتعال کے سبب تباہ ہو رہے ہیں ؛

—— سر ابراہیم رحمت اللہ صدر اسمبلی نے ۹ مارچ کو ایوان کونسل میں لارڈ اور لیڈی اروِن کے اعزاز میں گارڈن پارٹی دی

—— تمام سرکاری محکمہ جات میں تخفیف کے مسئلہ پر حکومت کو متوجہ کرنیکی غرض سے مسٹر رنگا ایر نے اسمبلی میں رسمی تحریک تخفیف پیش کی۔ جو ۹ مارچ کو ۵۰ کے مقابلہ میں ۶۹ آراء سے منظور ہو گئی

—— مسٹر جسٹس ۱۰ مارچ سے ۳۰ اگست ۱۹۳۱ء تک عدالت عالیہ لاہور کے ایڈیشنل جج مقرر کئے گئے ہیں۔ مسلمان ججوں کی پنجاب ہائی کورٹ میں بہت کمی ہے۔ اس امر کا خیال نہیں کیا گیا ؛

—— جنوبی فرانس کے ایک شہر میں مہاراجہ کشمیر کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ یہ ان کا پہلا لڑکا ہے۔ ریاست جموں و کشمیر میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں ؛

—— حکومت کی طرف سے اسمبلی میں بیان دیا گیا ہے۔ کہ سول نافرمانی کے سلسلہ میں دسمبر تک کل ۵۴ ہزار اشخاص جیلوں میں بھیجے گئے۔ صلح نامہ کی شرائط کے ماتحت ان میں سے ۲۶ ہزار رہا کئے جائیں گے۔ نصف سے زیادہ کا رہا نہ ہونا گاندھی جی کی مفاہمت پر اور زیادہ روشنی ڈالتا ہے ؛

—— ۸ مارچ سے راولپنڈی میں فساد کیس کی سماعت شروع ہو گئی ہے۔ پولیس نے ۵۴ مسلمانوں کا چالان کیا ہے۔ جن میں سے ۳ مفرور ہیں۔ سماعت ہر روز ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے چار وکلا ہیں۔ دو مسلمان سلطانی گواہوں کی شہادتیں مسلمانوں کے خلاف ہو چکی ہیں ان میں سے ایک مولوی صاحب ہیں ؛

—— بنگال کے علاقہ نواکھلی سے تباہی خیز طوفان باد کی خبر آئی ہے۔ اس کے راستہ میں جتنے مکان اور درخت آئے۔ سب پیوند زمین ہو گئے ؛

—— جزیرہ ماریشس پر تباہ کن آندھی آئی۔ جس سے گیارہ آدمی ہلاک ہو گئے۔ ایک ضلع کا کچھ حصہ تو کلیتہً برباد ہو گیا۔ دس ہزار اشخاص خانماں برباد ہو گئے ؛

—— وائنا کی ایک خبر ہے کہ یوگوسلاویہ میں سخت زلزلہ آیا۔ جو بلقان تک محسوس کیا گیا۔ ۳۰ سو آدمی ہلاک اور ڈیڑھ سو مجروح ہوئے۔ ایک ہزار مکانات تباہ ہو گئے۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ تمام نقصانات حکومت خود ادا کریگی۔ باہر سے کوئی امداد نہیں لی جائے گی ؛

—— سی پی کونسل میں ۹ مارچ میزانیہ پر بحث کا آخری دن تھا۔ جس میں وزرا کی تنخواہوں میں تخفیف منظور ہو گئی۔ اور آئندہ انہیں چار ہزار کی بجائے ۲۵۰۰ روپیہ ملا کریں گے۔ پنجاب کونسل میں یہ تحریک نامنظور ہو چکی ہے۔ مگر وزراء کو خود توجہ کرنی چاہئیے۔

—— ۸ مارچ کو لاہور میں آل پارٹیز سکھ کانفرنس سردار سندر سنگھ مجیٹھیا کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں تینتیس فی صدی نیابت اور ہائی کورٹ میں سکھ جج کے تقرر کا حکومت سے مطالبہ کیا گیا

—— الہ آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے رخصت پر جانے پر سر سلیمان نے اس عہدہ کا چارج لیا ؛

—— ... میں ڈاک خانہ کا ایک کلرک اور دو چپراسی ۱۲ ہزار روپیہ تھانہ میں جمع کرانے جا رہے تھے۔ کہ شہر کے ایک بارونق بازار میں ڈاکوؤں نے حملہ کیا۔ اور روپیہ چھین کر لے گئے ؛

—— ۱۰ مارچ کو پنجاب کونسل میں بجٹ پر بحث کے وقت ممبر خزانہ نے کہا۔ گورنمنٹ ابھی پولیس کی جمعیت میں تخفیف نہیں کر سکتی۔ کیونکہ معلوم نہیں خلاف قانون سرگرمیاں بند ہوں یا نہ ہوں ؛

—— معلوم ہوا ہے۔ ۹ مارچ کو گاندھی جی نے ایک سپیشل پیغام رساں کی معرفت ... کو دو خطوط ارسال کئے۔ وائسرائے کی طرف سے بھی آپ کو ایک خط موصول ہوا۔ آپ کے پرائیویٹ سکرٹری نے کہا۔ خطوط کانفیڈنشل ہیں۔ اس لئے ان کا مضمون ظاہر نہیں کیا جا سکتا ؛

—— ۹ مارچ کو اسمبلی میں گاندھی اروِن سمجھوتہ پر اظہار حمایت کی قرار داد متفقہ طور پر پاس ہو گئی ؛

—— حکومت سرحد نے غیر معمولی گزٹ کے ذریعہ امتناعی حکم واپس لے لیا ہے۔ جس کی رو سے سرخ پوش انجمنیں خلاف قانون قرار دی گئی تھیں ؛

—— لندن کی ایک خبر سے پایا جاتا ہے۔ کہ انگلستان کی کنزرویٹو پارٹی نے ہندوستان میں منعقد ہونیوالی گول میز کانفرنس کے مقاطعہ کا فیصلہ کیا ہے۔ اس پارٹی کا کوئی ممبر اس میں شامل نہیں ہوگا ؛

—— دہلی سے ۱۰ مارچ کی ایک خبر مظہر ہے کہ ... کا نوجوان فرزند مسٹر نعیم جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے لندن گیا ہوا تھا۔ بعارضہ نمونیا فوت ہو گیا ہے۔ ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں میاں صاحب موصوف سے دلی ہمدردی ہے ؛

—— احمد آباد سے ۱۱ مارچ کی اطلاع ہے کہ گاندھی جی کی تقریر سننے کے لئے وہاں عورتوں کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں اس قدر بھیڑ تھی۔ کہ چھ عورتیں پیروں تلے روندی گئیں۔ ان میں سے بعض کی حالت نازک ہے ؛

۱۱ مارچ کو اسمبلی میں حکومت کی طرف سے مجوزہ شرح انکم ٹیکس کے خلاف احتجاج کے لئے یورپین پارٹی کے لیڈر نے تحریک تخفیف پیش کی۔ جو ۵۳ کے مقابلہ میں ۶۵ آراء سے منظور ہو گئی اور حکومت کو شکست ہوئی ؛

—— ۱۱ مارچ کو لاہور میں سرحدی رہنماؤں کا نہایت شاندار جلوس نکالا گیا۔ جس میں بھیڑ بھاڑ بہت زیادہ تھی۔ مختلف مقامات پر ان کو ایڈریس پیش کئے گئے۔ اور ان کے اعزاز میں ایک جلسہ بھی کیا گیا ؛

—— امسال میلہ چراغاں لاہور ۲۸ مارچ کو ہوگا۔ منڈی مویشیاں ۲۴ کو شروع ہو کر میلے کے ساتھ ہی ختم ہو گی ؛

—— ہوڑہ کے سن کے دو کارخانوں کے بعض مزدور ہڑتال کر گئے تھے۔ انہوں نے باقی کام کرنیوالوں پر خشت باری کی۔ اور دربانوں وغیرہ کو زخمی کر دیا۔ کارخانہ داروں نے ایک ہفتہ کے لئے کاروبار بند کر دیا۔ جس سے تیرہ سو مزدور بیکار ہو گئے ؛

—— حکومت بمبئی نے اعلان کیا ہے۔ کہ تجارتی اور زراعتی اجناس کی قیمت میں کمی آجانیکی وجہ سے واجب الادا باقیات اور لگان کی وصولی ایک سال تک ملتوی کر دی گئی ہے۔ بہت قابل قدر انتظام ہے۔ دوسری حکومتوں کو بھی۔ اس کی تقلید کرنی چاہیئے۔

—— پچھلے دنوں خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ حکومت افغانستان نے حکومت ہند سے قرض لیا ہے۔ قونصل خانہ افغانیہ نے اس کی تردید کی ہے ؛

—— دسہرہ بم کیس میں ایک مسلمان عبد الغنی پر عرصہ سے مقدمہ چل رہا تھا۔ ۱۱ مارچ کو اس کی سماعت ختم ہو... اور اسیروں نے متفقہ طور پر ملزم کی بیگناہی کا اقرار کیا ... نے اپنا فیصلہ محفوظ رکھا ؛

—— ریاست کشمیر نے اپریل ۱۹۳۱ء سے ... مریضوں کا داخلہ حدود کشمیر میں بند کر دیا ہے